ماہنامہ

اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

March 2017

جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

مدیر اعلیٰ

(مولانا) محمد سبحان رضا خاں "سبحانی میاں"

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003 (U.P.)
Ph.: 2555624, 2575983-(Office)
Fax: 2558827 (6091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P./BR-175/15-17
PUBLISHING DATE: 14th
POSTING DATE: 18th
PAGES: 64 PAGE WITH COVER WEIGHT: 60-GRM

Rs. 20/-
Editor: Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Miyan)
March 2017

دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دارالافتا کے عمدہ و احسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی آب وتاب اور عرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں۔

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Miyan", Printed at Raza Sons Press Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)

جلد نمبر ۵۷، شمارہ نمبر ۳

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ
مارچ ۲۰۱۷ء
March 2017

کلام الامام - امام الکلام

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو اُن کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

زہے خودگم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جبھی تک ہاتھ خالی ہے

میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

رضاؔ قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدامِ معالی ہے

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

۸۴/سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581-2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام

MAHANA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ

فی شمارہ:	20/-
زر سالانہ:	200/-
بیرون ملک:	20$/امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر "مولانا سبحان رضا خاں" نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی تحریر یا مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

فہرست

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.aalahazrat.in, E-mail:-subhanimian@yahoo.co.in

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

مصیبت میں گھرا ہے آہ یہ مسلم کدھر جائے؟

اداریہ:- قاری عبدالرحمٰن خان قادری، مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ہندوستانی سیاست میں سب سے اہم کردار ادا کرنے والے صوبے(اتر پردیش)اور دیگر ۶/ریاستوں میں الیکشن کی تاریخوں کا اعلان ہو چکا ہے۔جس کے ساتھ ہی سیاسی پارٹیوں اور بُغادری نیتاؤں نے سیاسی جوڑتوڑ ،گفت وشنید، باہمی سرگوشیاں اور با یک دیگر سیاسی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری کر دیا ہے کوئی کسی کی تعریف وستائش میں رطب اللسان ہے تو کوئی کسی کی مخالفت پر کمر بستہ ۔کوئی کسی سے انتخابی سمجھوتہ کرر ہا ہے تو کوئی کسی کی تذلیل وتحقیر پر آمادہ ۔مسلمان کا ووٹ ملکی انتخابات میں انتہائی فیصلہ کن ثابت ہوا کرتا ہے ۔وہ اس بار ماضی سے کہیں زیادہ منتشر، بدحال ،سراسیمہ وخوف زدہ اور محصور مصائب وآلام نظر آتا ہے ۔معاشی بحران ، فسادات اور دنگوں کی زبردست مار نے اسے مفلوج بھی کر دیا ، اور ذہنی طور پر دیوالیہ بھی۔

مسلمانوں پر دہشت گردی کے الزامات بھی لگائے گئے انہیں بے قصور جیلوں میں بھی ٹھونسا گیا اور کھلے عام انہیں مارا بھی گیا۔کب کس مسلمان کا انکاؤنٹر ہو جائے کچھ پتہ نہیں، کب اس پر ظلم وتشدد اور جور واستبداد کے گولے داغ دیئے جائیں کچھ نہیں کہ سکتے ، کب ہنستے اور لہلہاتے گلشن کو اجاڑ دیا جائے معلوم نہیں ،کب بھرے پُرے مکان کو نذر آتش کر دیا جائے کسی کو خبر نہیں ۔لَو جہاد اور گھر واپسی کے نام پر مسلمان ہی ستایا جا رہا ہے ۔''گئو رکشا'' کا راگ الاپنے والے ستمگروں نے کتنے بے قصور مسلمانوں کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ملکی اور سیاسی منظر نامے پر نظر رکھنے والوں پر مخفی نہیں ۔ ان حالات میں مسلمانوں کو الیکشن میں ''کسی طرز عمل اور سیاسی تدبر'' کا مظاہرہ کرنا چاہئے ؟

سوچئے ! بی جے پی(جو مسلمانوں کی دشمن جماعت اور آر،ایس ،ایس کی ناپاک کوکھ سے جنم لینے والی ناپاک اولاد ہے) نوٹ بندی کے سلسلے میں اسے کافی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔نوٹ بندی نے بی جے پی کی طرف سے لوگوں کو کافی حد تک دل برداشتہ کیا۔سوچا تو یہ تھا کہ نوٹ بندی آئندہ انتخاب میں ہماری کامیابی کا سبب بنے گی۔مگر ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

نوٹ بندی کے معاملے میں اپنے منہ کی کھانے کے بعد بی جے پی چاہتی ہے کہ مسلمان الیکشن میں اتنا بکھر جائے کہ کہیں کسی پارٹی کے پلے میں اس کا ووٹ نمایاں نظر نہ آئے ۔ووٹ جب بکھر جاتا ہے بے معنی اور بے وزن ہو جاتا ہے ۔ ووٹ کی اہمیت برابر ہے۔خواہ وزیر اعظم کا ہو یا رکشہ پولر کا۔ ووٹ کا ایک مقام ہے ایک وزن ہے ایک دبدبہ ہے۔مگر جب بکھر جائے تو بیکار ہے بے معنی ہے۔ یاد رہے! مسلم ووٹ اگر بکھر گیا (جس کا امکان قوی نظر آتا ہے) تو اس کا سیدھا فائدہ کسے ہوگا؟ سوچئے !صرف بی جے پی کو۔

ادھر حالات یہ ہیں کہ مسلم قائدین اپنی جھولی بھرنا چاہتے ہیں انہیں قوم سے کیا سروکار؟ قوم جائے چولہے بھاڑ میں۔ اپنا کام بننا چاہئے۔ دولت کے نشے میں چور اور شب و روز عیاشیوں میں مسرور۔ لیڈران قوم اسی دنیا کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں قوم کی زبوں حالی کی پرواہ نہ اپنی موت کا خیال۔

اتر پردیش کی ایک انتہائی مضبوط و مستحکم سیاسی پارٹی (سماجوادی پارٹی) ان دنوں باہمی رسّہ کشی کا شکار ہے۔ باپ بیٹے کا سیاسی اختلاف دیکھئے باشندگان ریاست کو کس مقام تک لیجائے گا کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ عام طور پر مسلمان کا رجحان اسی پارٹی کی جانب زیادہ ہے مگر حالات انتہائی تشویشناک، فرسودہ اور پُر خطر نظر آتے ہیں۔ سماجوادی پارٹی کا سیاسی بحران اور باہمی انتشار اگر ختم نہ ہوا تو خسارا ہی خسارا ہے۔ ملائم سنگھ نے دوبارہ امر سنگھ کا داخلہ کیا کیا؟ ناراضیوں کا سیلاب امنڈ پڑا۔ اختلافات کا طوفان آ گیا۔ مخالفت کی بعد سموم چلنے لگی اور آج پارٹی میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اسی داخلۂ امر سنگھ کا نتیجہ ہے۔ مفاہمت کی تمام کوششیں بے سود، اتحاد کا ہر راستہ مسدود، کوششِ بسیار کے باوجود کوئی نتیجہ خیز پہلو سامنے نہیں۔

کوہ اَنا کی برف تھے دونوں جمے رہے
جذبوں کی تیز دھوپ میں پگھلا نہ وہ۔ نہ میں

کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سب منظّم سازش کے تحت ہو رہا ہو۔ اگر سماجوادی پارٹی دو پھاڑ کا شکار ہوئی (جس کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں) تو مسلم ووٹ دونوں میں تقسیم ہونا یقینی ہے۔ یوں بھی مسلم ووٹ بہت سی پارٹیوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں کسے فائدہ ہوگا اور کسے خسارہ؟ سوچئے!

کچھ مبصرین سیاست کا نظریہ ہے کہ پرانے گھٹے منجھے اور گھاگھ نیتا ملائم سنگھ یادو در پردہ بی، جے، پی سے خفیہ مفاہمت کر چکے ہیں۔ جسکی وجہ سے وہ کسی بھی قیمت پر اور کسی بھی صورت میں اتحاد نہیں ہونے دیں گے۔ اگر اتحاد ہوا تو بہت ممکن ہے کہ ماضی کی طرح پھر سے مسلم ووٹ کے بل بوتے پر سماجوادی اقتدار میں آجائے اور اکھلیش کے سر دوبارہ وزارت علیا کا تاج رکھ دیا جائے۔ نیز بی، جے، پی، کو حسب منشا کامیابی نہ ملے۔

یہ وہی ملائم سنگھ یادو ہیں جنہوں نے بابری انہدام کے منحوس موقعے پر کارسیوکوں پر گولی چلوائی۔ مسلمان خوش ہوا کہ ہماری تاریخی مسجد کی حفاظت کے لئے کتنا بے مثال کارنامہ انجام دیا۔ اپنی قوم کی پرواہ کئے بغیر مسلم ہمدردی اور خانۂ خدا (مسجد) کی حفاظت کا زبردست ریکارڈ قائم کر دیا۔ حکمراں ہو تو ایسا ہو جو ہر طبقے کو انصاف کے گوہر دے سکے۔ مگر دور اندیش، سیاسی مبصرین نے یہ بھی کہا کہ یہ مسلم ہمدردی نہیں بلکہ ''ہندو اتحاد'' اور ''بی، جے، پی حمایت'' کی اعلی مثال ہے۔ بعد میں دنیا نے دیکھا کہ ہندو متحد ہوا۔ بی، جے، پی کی جھولی جو ہمیشہ سے خالی تھی اقتدار کے موتیوں سے لبریز ہو گئی۔ جنہیں بی جے پی کے منحوس چہرے کی طرف دیکھنا تک گوارہ نہ تھا وہ دل و جان سے اس کے شیدا اور فریفتہ ہو گئے۔ جو کام بی، جے، پی کے بے لگام لیڈران اور آر، ایس، ایس کے دریدہ دہن افراد سالہا سال میں نہ کر سکے وہ ملائم سنگھ یادو نے چند لمحوں میں کر دکھایا۔

اس بار بھی حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ بی، جے، پی کے غبارے کی ہوا نکل چکی ہے۔ نوٹ بندی کے بھنور میں ''مودی'' اور انکی کشتی بری طرح پھنسی ہوئی ہے، اپنی کشتی پار لگانے کے لئے کوئی نہ کوئی طاقت چاہئے۔ جیتنے کیلئے کوئی نہ کوئی مدعا چاہئے؟ ''یکساں سول کوڈ'' اور ''طلاق ثلاثہ'' کا شوشہ بھی ہندو قوم کو مسرور و متحد کرنے کے لئے چھوڑا گیا ''لو جہاد''، ''گئوکشی''، ''مسلم انکاؤنٹر'' اور گھر واپسی کا چکر بھی زمام اقتدار پر قبضہ جمانے اور ہندوؤں کو خوش کرنے

کے لئے چلایا گیا۔مگر ان تمام ہتھیاروں سے وہ کام نہیں ہوسکتا جو سماجوادی میں ٹوٹ پھوٹ کرانے سے ہوسکتا ہے۔ادھر حال یہ ہے کہ سماجوادی میں ٹوٹ پھوٹ ہو چکی ہے اور اتحاد و مفاہمت کی تمام کوششیں رائیگاں جاتی نظر آتی ہیں جس سے ملائم سنگھ کی نیت پر شک ہوتا ہے اور یہ شعر یاد آتا ہے۔

جلی حرفوں میں پیشانی پہ تیری لکھ دیا کس نے
یہ ’’مارآستیں‘‘ ہے ہوش میں رہنا مرے بھائی

ان حالات میں مسلمانان ہند کو نہایت ہوشمندی و دانائی اور سیاسی شعور و تدبر کا ثبوت دینا ہے۔کہیں مسلم قوم استعمال نہ ہو جائے جو ساری فصل اجڑے اور گھر تباہ و برباد ہو۔مسلم قائدین کی ذمہ داری ماضی سے کہیں زیادہ اس بار ہے۔اگر مسلم قوم کو بٹنے اور بکھرنے سے بچالیا گیا تو کامیابی ہے،فلاح ہے،حیات ہے۔اور اگر مسلم ووٹ نے منتشر ہو کر اپنا فائدہ گنوادیا تو قوم اور قائدین دونوں کی شکست ہے،تنزلی ہے،موت ہے۔

اتر پردیش میں مسلم آبادی ۲۰/سے ۳۰/فیصد ہے۔جبکہ ’’یادو‘‘ اس سے نصف کے قریب۔حیرت اور افسوس تو اس بات پر ہے کہ ’’یادو‘‘ تاجدار بنتے ہیں اور مسلم کثیر ہونے کے باوجود ’’کفش بردار‘‘ یہ سب انتشار وافتراق کی سزا ہے۔

ایک ہو جاؤ تو بن سکتے ہو خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

ماضی میں تمام پارٹیوں کو آزما لیا گیا۔کون ہے جو مسلم زخموں پر مرہم رکھے؟کون ہے جو غربت زدوں کو سہارا دے؟کس نے مسلمانوں کی تعلیم و ترقی کی راہیں ہموار کیں؟کس نے مسلم پسماندگی کے ازالے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچا؟کس نے انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا؟کس نے دوران الیکشن کئے ہوئے وعدوں کا ایفاء کیا؟۔اب تک تو مسلمانوں کا استحصال بھی ہوا اور استیصال بھی، گولیاں بھی کھائیں اور گالیاں بھی،ستائے بھی گئے اور پھنسائے بھی ۔اب اس بار مسلم قوم کا کیا ہوگا۔خدا جانے مسلم قائدین کے دل میں جذبۂ ہمدردی کا اگر کوئی ادنی سا بھی عنصر باقی ہے تو میدان میں آئیں اور یتیموں،بیواؤں کے زخموں پر مرہم نہی کریں،غریبوں لاچاروں کا ہاتھ تھامیں۔مسلم قوم کی قیادت و رہنمائی کا صحیح حق ادا کریں۔مسلم قوم کے حقوق کی بازیابی کے لئے ہر ممکن جدو جہد کریں۔یاد رہے قوم اپنے قائد کا صحیح آئینہ ہوتی ہے۔کسی قائد کا حال جاننا ہو تو قوم کا چہرہ پڑھ لیجئے۔اسی چہرے میں قائد کا چہرہ نظر آئے گا۔

اگر تمام مسلم قائدین متحد ہو جائیں تو قوم متحد ہوسکتی ہے اور اتحاد ہی رِستے ہوئے زخموں کا علاج ہے،دم توڑتی انسانیت کے لئے زندگی ہے،بیقرار دلوں کے لئے قرار ہے،بہتے ہوئے آنسوؤں کا مداوا ہے،پسماندہ طبقے کے لئے فلاح و بہبود ہے،تھکے ماندے کارواں کے لئے منزل مقصود ہے۔

دور حاضر میں حسّاس مسلمان ہندوستانی حالات سے دل برداشتہ ہو کر نہایت درجہ پریشان و متفکر ہے۔اس ملک میں مسلم دشمن جماعتوں نے جینا حرام کر رکھا ہے،روزگار کے مواقع نہیں،ملازمیں نہیں تعلیم آسان نہیں۔آخر مسلمان کیا کرے؟بولتا ہے تو ماردیا جاتا ہے،خاموش ہے تو ذلت و رسوائی کا شکار ہے آخر کیا کرے؟عجیب الجھن میں پھنسا ہے،سب طرف لوٹنے والے ہیں،بچانے والا کہیں کوئی دکھائی نہیں دیتا،کہیں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔

اندھیری رات،دشمن کا علاقہ،گولیاں ہر سو
مصیبت میں گھرا ہے آہ!یہ مسلم کدھر جائے

☆

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: — یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔ ۴۰؎ اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے ۴۱؎ چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو ۴۲؎ یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی راہ نکالے ۴۳؎ اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو ۴۴؎ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۴۵؎ وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں توبہ کرلیں۔ ۴۶؎ ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (سورۂ نساء پارہ ۴/رکوع ۱۳-۱۴ آیت ۱۲ تا ۱۷)

تفسیر:- (گزشتہ سے پیوستہ) اور جدہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی۔ ایک ہو یا زیادہ ہو اور قریب والی دور والی کے لیے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو مجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدّات باپ کے ہونے سے مجوب ہوتی ہیں اس صورت میں کچھ نہ ملے گا۔ زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا۔ زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی۔ ۴۰؎ کیونکہ کل حدوں سے تجاوز کرنے والا کافر ہے اس لیے کہ مومن کیسا بھی گنہگار ہو ایمان کی حد سے تو نہ گزرے گا۔ ۴۱؎ یعنی مسلمانوں میں کے۔ ۴۲؎ کہ وہ بدکاری نہ کرنے پائیں۔ ۴۳؎ یعنی حد مقرر فرمائے یا توبہ اور نکاح کی توفیق دے۔ جو مفسرین اس آیت میں الفاحشۃ (بدکاری) سے زنا مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حبس کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا۔ حدود کے ساتھ منسوخ کیا گیا (خازن وجلالین واحمدی) ۴۴؎ جھڑکو، گھڑکو، برا کہو، شرم دلاؤ، جوتیاں مارو (جلالین ومدارک وخازن وغیرہ) ۴۵؎ حسن کا قول ہے کہ زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی پھر حبس پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا۔ ابن بحر کا قول ہے کہ پہلی آیت والّٰتی یاتین ان عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطریق مساحقت) بدکاری کرتی ہیں اور دوسری آیت والذانِ لواطت کرنے والوں کے حق میں ہے اور زانی اور زانیہ کا حکم سورۂ نور میں بیان فرمایا گیا۔ اس تقریر پر یہ آیتیں غیر منسوخ ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دلیل ظاہر ہے اس پر جو وہ فرماتے ہیں کہ لواطت میں تعزیر ہے حد نہیں۔ ۴۶؎ ضحاک کا قول ہے کہ جو توبہ موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

تعظیم علماء

حق گو اور شریعت مطہرہ کی پابندی کرنے والے باعمل علماء کی تعظیم و تکریم کے سلسلہ میں احادیث کریمہ میں بہت فضیلتیں اور تاکیدیں وارد ہوئی ہیں اس سلسلہ میں میرے جد امجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فتاویٰ رضویہ میں بہت سی احادیث کریمہ نقل فرمائی ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ: عن میمون بن شبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان عائشة رضی الله تعالیٰ عنها مربها سائل فاعطته کسرة ومر بها رجل علیه ثیاب وهیئة فاقعدته فاكل،فقیل لها ذلك،فقالت: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: أنزلوالناس منازلهم۔

حضرت میمون بن شبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک سائل کا گزر ہوا، تو آپ نے اسے ایک ٹکڑا عطا فرما دیا، پھر ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اسے بیٹھا کر کھانا کھلایا، اس بارے میں ام المؤمنین سے استفسار ہوا تو فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔
(فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۷۳/۹)

تعظیم علماء کے سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات کو نقل فرمانے کے بعد میرے جد امجد امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں ''اللہ جل وعلا نے علماء و جہلاء کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم ہے، اسی باب سے ہے۔ علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام ومسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفا وخلفا شائع و ذائع اور شرعا وعرفا مندوب ومطلوب، ہاں علماء وسادات کو یہ ناجائز وممنوع ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جلت عظمتہ کے سوا کسی کو لائق نہیں، بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے، الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین، کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا، جب سب علماء کے آقا سب سادات کے باپ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام ومجلس وخورش وروش کسی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علماء وسادات کا اعزاز وامتیاز کریں، یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لیے طالب قیام ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لئے قیام مندوب، پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۹۷۳)

☆

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت مولانا الحاج محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

خصی کا بھی ایک سال کامل ہونا ضروری ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک خصی ہے، موٹا تازہ ہے۔ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہے اور ذی الحجہ میں ۱۱ر مہینے کی اس کی عمر ہوگی کیا اس کی قربانی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) عشاء کی فرض نماز کے بعد دوسنت پڑھ کر نفل نماز کی نیت کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے گا یا وتر کی نماز پڑھے گا؟ اگر عشا کی دوسنت کے بعد دو رکعت نفل کی نماز پڑھے اور اسی حالت نماز میں موت ہو جائے تو کیا اس پر وتر کے ترک کا سوال ہوگا یا نہیں؟

سائل: محمد سلیم الدین رضوی، پورنیہ، بائسی بہار

الجواب:- اس کی قربانی جائز نہیں۔ خصی پورے ایک سال کا ہونا شرط ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) عشا کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں پھر دونفل پھر تین وتر پھر دونفل۔ نفل میں اسے اختیار ہے پڑھے گا تو ثواب پائے گا نہ پڑھے گا تو ثواب نہ ملے گا اور صورت مسئولہ میں نفل پڑھنے کے درمیان اگر اس کا انتقال ہوگیا تو ترک وتر کا اس سے سوال نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

میلے ٹھیلے میں تفریح کرنے والے کی امامت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) امام صاحب امامت کرتے ہوئے میلے میں جائیں اور تفریح کریں۔ اس میلے میں کہ جہاں آدمی اور عورتیں ہر قسم کے لوگ موجود ہیں اور کثرت سے ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں اور جہاں جگہ جگہ اسٹیج لگے ہوئے ہیں جن پر ناچنے والے اور گانے والے ناچ گانا کرتے ہیں ان کو بغور دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) نماز عیدین میں امام صاحب نے نیت باندھتے ہی فوراً چاروں تکبیریں ادا کر دیں مقتدی تعداد میں ۲۰۰ر ہوتے ہیں جن کی نیت نہ بندھنے پائی تکبیر فوراً ختم کر دیں اور ثناء بھی نہ پڑھنے کو ملی اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟

(۳) جو امام کرتہ یا قمیص رنگین مع بیل بوٹے اور چست پہنے اور جس کا اگلا پچھلا حصہ کھلا ہو اور سر پر رومال یا عمامہ پنجگانہ نماز یا نماز جمعہ یا عیدین میں نہ باندھے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:- فی الواقع امام اگر خالص تماشہ بینی کی حیثیت سے میلا گھومنے جاتے ہوں کسی ضرورت دینی یا دنیوی کی بنا پر نہ ہو تو ان کا یہ فعل فسق ہے۔ ان کو اس سے باز آنا لازم ہے اگر یہ باز نہ آئیں اور ان کا یہ فعل عام ہو چکا ہو کہ محض تماشائی بن کر میلے میں گھومنے جاتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور باز آئیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) امام کو اتنی تیزی نہیں کرنی چاہیئے اگر امام نے ایسا کیا تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ تین تکبیریں زوائد پوری کرلیں اگر چہ امام قرأت شروع کر چکا ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) یہ تمام باتیں صلحا کی وضع کے خلاف ہیں امام کو ایسا پہننا بہتر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ ریاض احمد سیوانی
دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف
۲۳ر ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

مقام صدیق عتیق

از:-حضرت علامہ ابراہیم خوشترعلیہ الرحمہ پیش کش:-مولانا محمد قمر رضا منظر،خطیب وامام سنی رضوی عیدگاہ پورٹ لوئس ماریشس

ایک عالمی مبلغ کو جن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے وہ تمام خصوصیات حضرت علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں۔آپ نے مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں اپنا تعلیمی سفر مکمل کیا خیر سے آپ کو سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بے مثال شہزادوں کی علمی وروحانی سرپرستی حاصل رہی۔آپ نے سرکار حجۃ الاسلام سے بھی اکتساب فیض کیا اور سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی علمی وروحانی فیضان سے مالا مال ہوئے۔عالمی سطح پر آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت کے جو زریں کارنامے انجام دیئے وہ رہتی دنیا تک کبھی بھی فراموش نہیں کیے جاسکتے۔جہاں آپ ایک باصلاحیت عالم،نکتہ رس مفتی،بلند نظر مفکر،دور اندیش مبلغ،اثر انگیز مقرروخطیب اور شاعر تھے وہیں آپ ایک منجھے ہوئے کہنہ مشق مصنف،قلمکار اور مضمون نگار بھی تھے۔آپ کے مضامین ہند و پاک کے بہت سے رسائل میں شائع ہوتے تھے۔۶۰/اور۷۰/کی دہائی میں راولپنڈی پاکستان سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''سالک''میں مستقل''معارف الحدیث''کے کالم نگار کی حیثیت سے متعدد عناوین پر برابر مضامین تحریر فرماتے رہے۔پیش نظر مضمون''مقام صدیق عتیق''کے عنوان پر ایک قیمتی تحریر ہے جسے ماہنامہ سالک،ماہ مارچ ۱۹۶۱ء/رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ صفحہ نمبر از ۲۷ تا ۲۸ اور ماہ اپریل ۱۹۶۱ء مطابق شوال المکرم ۱۳۸۰ صفحہ نمبر از ۳۵ تا ۳۶ سے لیا گیا ہے۔اس سال رمضان المبارک میں جب ماریشس جانا ہوا تو حضور صاحب سجادہ مدظلہ النورانی کی موجودگی میں حضرت علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کی قیمتی تحریروں سے متعلق جمع وتدوین سے متعلق میں نے جانشین علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی اور نبیرۂ علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد سعد خوشتر صدیقی مدظلہما نورانی کے سامنے عرض کی کہ اگر علامہ خوشتر علیہ الرحمہ کی قیمتی تحریروں کے عکس مجھے مل جائیں تو ان کی جمع تدوین وغیرہ کا کام مرکز اہل سنت بریلی شریف سے حضور صاحب سجادہ مدظلہ النورانی کی سرپرستی میں میں انجام دے سکتا ہوں۔مذکورہ دونوں شخصیتوں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی لائبریری میں موجود اس قیمتی مواد کے عکس دینے کو منظور کرلیا۔عزیزم مولانا محمد قمر رضا منظری نے بھی انتہائی دلچسپی کے ساتھ بہت جلد اس قیمتی مواد کی کمپوزنگ کرکے مجھے میل کردیا۔اس سلسلہ میں علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے منجھلے شہزادے عالیجناب محترم المقام جناب محمد خوشتر صدیقی صاحب سے بھی فون پر گفتگو ہوئی انہوں نے بھی ہر طرح کے قلمی تعاون کی یقین دہانی کرائی۔اب ان شاءاللہ ہر ماہ یہ قیمتی تحریریں ہمارے قارئین کے خوان مطالعہ کی زینت بنیں گی اور بہت جلد ان تمام تحریروں کو کتابی شکل میں''مقالات خوشتر''کے نام سے شائع کیا جائے گا۔وللہ الحمد۔(محمد سلیم بریلوی)

صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ:-شخصیات سے قطع

نظر اصولی طور پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کا مظہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرار دیا جاسکتا ہے۔یہ واقعہ ہے کہ ذرہ

کی چمک سے آفتاب کا وجود، بلبل کی چہک سے پھول کا ثبوت، شاگردوں کی جدت طبع سے استاد کی قابلیت کا اندازہ، تعمیر کے حسن سے معمار کے فن کا علم ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آفتاب عالم تاب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ہدایت کے چمکتے ہوئے تارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات گرامی بھی مظہر ذات مصطفوی ومخزن صفات محمدی معلوم ہوتی ہے۔ صحابہ کی صداقت و دیانت کا انکار نہ صرف اسلام کے مقدس بزرگوں کو مجروح کرتا ہے بلکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت خصوصی کا مذاق اور تبلیغ دین کی بے اثری کو ظاہر کرتا ہے۔ یہی وہ خطرہ تھا جس کے پیش نظر حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کے متعلق فرمایا۔ **کلهم عدول** تمام صحابہ عادل ہیں۔ نیز فرمایا: **لا تسبوا اصحابی** میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ ارشاد فرمایا **اصحابی کالنجوم** میرے صحابہ ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ نیز صراط مستقیم کا معیار یہ قرار دیا: **ما انا علیه واصحابی** صراط مستقیم وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہلسنت کے ائمہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذات گرامی کو گناہوں سے محفوظ اور آپس کے اختلافات کو ان کے اختلاف اجتہاد پر محمول خیال کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے متعلق کوئی ایسی تنقید جو سوئے ادب ہو حرماں نصیبی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کا دامن افراط وتفریط کے دھبہ سے ہمیشہ پاک رہا ہے۔

مقام صدیق اکبر: آیئے! ان روشن ستاروں کی جگمگاہٹ میں افضل البشر بعد الانبیاء حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے وحی خفی ملاحظہ فرمائیے:

آں امن الناس بر مولائے ما

اسلام کے ایک عظیم محسن: مندرجہ بالا عنوان کسی ملا اور خانقاہ نشین کا نہیں ہے بلکہ ایک عظیم شاعر، فلسفی، علوم حاضر کے بہت بڑے عالم اور مفکر پاکستان ڈاکٹر اقبال کا ہے۔ جن کی شاعری میں عشق رسول، احترام صحابہ، محبت اہل بیت اور اللہ کے بندوں سے پیار ملتا ہے۔ زبان رسالت کی ترجمانی کرتے ہوئے مناقب صدیقی میں یوں رطب اللسان ہو کر فرماتے ہیں:

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اول سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چوں ابر
ثانی اثنین غار و بدر و قبر

حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی سعید ن الخدری ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان امن الناس علی فی صحبته وما له ابو بکر.

(بخاری و مسلم)

''بیشک مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا لوگوں میں سے ساتھ رہنے اور مال خرچ کرنے میں ابوبکر ہے''۔

سبحان اللہ! کتنی مبارک ہیں وہ نگاہیں جو ان احادیث کے جھروکے سے مقام صدیق کا نظارہ کرتی ہیں اور اپنی دنیائے عقیدت ومحبت کے لئے اس گلستان سدابہار سے پھول چنتی ہیں۔ ذوق بصیرت تازہ ہے۔ ایک اور حدیث کہ ''اگر میں خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا'' اس

حدیث کے مبارک الفاظ کو دیکھئے اور ایمان تازہ کیجئے:
ولو کنت متخذاً خلیلاً ولکن اخوۃ الاسلام و مؤدتہ لاتبقین فی المسجد خوفۃ الا خوخۃ ابی بکر. (بخاری)
اگر میں اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اخوت اسلامی اور محبت ان سے ہیں اور مسجد کے رخ کی طرف کوئی دریچہ نہ کھلا رہنے دیا جائے سوائے ابوبکر کے دریچہ کے۔
اس حدیث کے جملے نہ صرف خلت صدیقی کو ظاہر کرتے ہے بلکہ وہ قربت ومحبت (جسکی تفسیر آیت ثانی اثنین کرتی ہے) کی بھی ترجمانی کرتے ہیں۔

ایک اور پیار بھرا فرمان: **عن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی و صاحبی وقد اتخذ اللہ صحبکم خلیلا.**
''اگر میں اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور مصاحب ہے اور بیشک اللہ نے تمہارے نبی کو خلیل بنایا۔''
حدیث کے لفظوں میں کتنا پیار اور کتنی محبت ہے ۔قارئین غور فرمائیں۔

صدیق اور خلافت: **عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال لی رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر.**
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ سے فرمایا تم اپنے باپ ابوبکر اور بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلاؤ تا کہ میں وصیت لکھ دوں۔اس لیے کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی خلافت کی تمنا کرے اور کہے کہ میں حقدار ہوں اللہ اور تمام مومنین خلافت کے لیے انکار کرتے ہیں مگر ابوبکر کو۔(مسلم)
اس باب میں ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیں:
عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرأتہ فکلمتہ فی شئی فامرھا ان ترجع الیہ قالت یا رسول اللہ ارأیت ان جئت ولا اجدک کانھا یزید الموت قال فان لم تجد ینی فاتی ابابکر .
سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ حاضر ہوئیں اور کسی معاملہ میں بات چیت کی۔حضور نے انھیں حکم فرمایا پھر آنا۔حضور سے عرض کی یا رسول اللہ پھر آؤں اور حضور کو نہ پاؤں گویا حضور کی وفات کا خیال کرتے ہوئے عرض کیا تو حضور نے فرمایا۔اگر مجھے نہ پاؤ تو پھر ابوبکر کے پاس آنا۔
صاحب مرقاۃ اس پر اضافہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: **فانہ خلیفتی مطلقاً.** وہ میرے خلیفۂ مطلق ہیں۔(بخاری ومسلم)

صدیق اکبر کی بے مثال خدمات: یہ واقعہ ہے کہ حق و باطل کی رسہ کشی فاران کی چوٹی سے شروع ہوکر محراب ومنبر تک جا پہونچی اور یہ تجربہ ہے کہ ہر میدان میں چاہے وہ میدان بدر کا ہو یا احد کا، حنین کا ہو یا کربلا کا اسلام کے سرفروشوں ہی کے سر کامیابی کا سہرا رہا اور باطل ہمیشہ ناکامیاب، سرگرداں وپریشان رہا۔
یہ کون نہیں جانتا کہ آفتاب بطحیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب برج طیبہ کے گنبد خضرا میں ہماری ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوا تو ہر طرف

سے مخالفین اٹھ کھڑے ہوئے اور اسلام کی عظمت کو پامال کرنا اور چراغ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بجھانا چاہا۔ کہیں زکوٰۃ کے منکر پیدا ہوئے تو کسی طرف سے ارتداد کی خبر آئی۔ تو کسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا کہ اس عالم میں اے صدیق عتیق! آپ کی صداقت و دیانت اور استقامت و شجاعت نے اسلام کے گلشن سدا بہار کو باد صرصر کے جھونکوں سے بچا لیا اور اسلام ایک حقیقت پائیدار بن گیا۔ منافقین لرزنے لگے۔ ضعیف الایمان قوی الایمان ہو گئے۔

کیا اس سے کوئی صحیح الدماغ قوی الطبع انسان (تاریخی حیثیت ہی سے سہی) انکار کر سکتا ہے کہ اسلام کے بنیادی استحکام میں ذات صدیقی کا حصہ یا ان کی سعی نہیں ہے؟ یقیناً ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر زکوٰۃ کے منکر پیدا ہوئے تو مجاہدانہ شان میں ذات صدیق نے سامنے آکر اسلام کے ایک مقدس رکن کو قیامت تک شکل دوام عطا فرمادی۔ مرتدین کے سر اڑانے کے لیے سر بکف مجاہدین کو حکم قتال فرمایا۔ ختم نبوت کے ایوان کو (جس میں مسیلمہ کذاب جیسا مصنوعی نبی داخل ہونا چاہتا تھا) بند فرمایا۔ اور عقیدۂ ختم نبوت کو حسن جاوداں مرحمت فرمایا۔ بلکہ ایسے مدعیان نبوت اور گستاخان رسالت کا قتل اپنے عمل سے ثابت فرمایا۔ الغرض خلافت صدیقی کا ڈھائی سالہ دور اسلام کی لیے سب کچھ ہے۔ منبر و محراب سے لیکر میدان جنگ کے معاملات طے فرمائے۔ چنانچہ یہ عقیدہ اپنی جگہ خالی از حسن نہیں کہ آئندہ اسلام کی ترقی، احیاء اور جو کچھ جس دور میں ہوا یہ سب کچھ حضرت صدیق عتیق کے خواب کی تعبیر آغاز کا انجام اور بنیاد کی تکمیل ہے۔

بحمدہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر کے بروقت صحیح اقدام سے اسلام دشمنی کے منصوبے خاک میں مل گئے۔ مرتدین کفار کے حوصلے پست ہو گئے اور عرب و عجم میں عظمت مصطفوی اور شوکت اسلامی کے پرچم اڑنے لگے۔

''تجھ پر بیشمار رحمتیں اور بے حساب سلام اے نیک پیکر صداقت''

خلافت صدیقی پر آیات بینات: اس باب میں آیات الہیہ، مفسرین کے آراء، علمائے امت کے اقوال سے قطع نظر تمام احادیث کا احاطہ اس مختصر مضمون میں مشکل ہے۔ مگر نگاہ بصیرت کو دعوت نظارہ ہے۔ دیکھئے! اس میں کیا کیا فرامین عالی اور ارشادات معالی ملتے ہیں۔

آیت اول: امام بخاری و مسلم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک عورت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ سرکار ابد قرار علیہ التحیۃ والثناء نے دوبارہ اسے آنے کا حکم فرمایا۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور حضور کو نہ پاؤں؟ جواباً ارشاد فرمایا۔ اگر تو مجھ کو نہ پائے۔ تو ابو بکر کے پاس آنا۔

اس حدیث سے منزلت صدیقی کے ساتھ ساتھ حصول خلافت بلافصل کا کتنا واضح ثبوت ملتا ہے۔

آیت دوم: امام حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا کہ بنی مصطلق کے قبیلے نے مجھو کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ حضور کے بعد ہم زکوٰۃ و صدقات کس کو پیش کریں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر کو۔

اس حدیث کے متن کے قربان جایئے! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر کہ زکوۃ و صدقات ابوبکر کو پیش کرو۔ بالفاظ دیگر خلافت

صدیقی کا اعلان فرمادیا۔اور یہی وجہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے والوں پر آپ نے حکم قتال فرمایا۔

آیت سوم: امام مسلم عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ۔تاکہ میں ایک فرمان لکھدوں۔مجھے خوف ہے کہ کوئی خلافت کی آرزو کرنے والا پیدا ہوجائے۔یا کہنے والا کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں خلافت کے لیے۔ اوراللہ نہیں چاہتا۔اورتمام ایمان والے ابوبکر کے سوا کسی کو۔

امام احمد نے اس پر اخیر میں اتنا اضافہ اور فرمایا کہ حضور نے فرمایا: جانے دو! اللہ کی پناہ ہے ایمان والوں کو کہ ابوبکر کی نسبت اختلاف کریں۔سبحان اللہ! سبحان اللہ! اس حدیث جلی اور وحی خفی سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

آیت چہارم: امامین بخاری و مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض زیادہ ہوگیا تو فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں! حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بہت نرم دل مرد ہیں۔ جب وہ حضور کی جگہ کھڑے ہونگے تو امامت نہ کرسکیں گے۔فرمایا: ابو بکر کو حکم دو۔وہ لوگوں کی امامت کریں۔پھر دوبارہ انھوں نے وہی عرض کیا۔سختی سے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کی امامت کریں۔تم سب عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے قضیہ والوں کی مثل ہو یعنی تم اسی قسم کا مکر کرنا چاہتی ہو۔جیسا کہ حضرت زلیخا اور ان کی دعوت والی عورتوں نے کیا۔

چنانچہ آخری وقت تک حضرت ابوبکر صدیق ہی بحکم رسالت نماز

بریلی میں جھکا دیکھا ہے ہندوستان کو میں نے

نتیجہ فکر:۔ڈاکٹر وصی احمد مکرانی واجدی، ملنگوا، ضلع سرلاہی، نیپال

پڑھا جب سے رضا کے نعتیہ دیوان کو میں نے
توسمجھا ہے عقیدت، عشق اور ایمان کو میں نے

کلام اللہ کی جو ترجمانی کنز الایماں ہے
حقیقت میں اسی سے جانا ہے قرآن کو میں نے

اک ایسا در ہے ہندوستان میں احمد رضا کا در
جہاں پہ سرخمیدہ دیکھا ہے سلطان کو میں نے

وہ چاہے صاحب ثروت، وجاہت ہو حکومت ہو
بریلی میں جھکا دیکھا ہے ہندوستان کو میں نے

رضا کا نعتیہ دیوان پڑھ پڑھ کر محبت ہے
بڑھایا نعت گوئی میں ہے اپنے گیان کو میں نے

ہمیشہ اعلیٰحضرت میں جو تیرا نام چھپتا ہے
بریلی میں بھی دیکھا ہے تری پہچان کو میں نے

بلائیں گےتو جائیں گے یہ ضد چھوڑ و وصیؔ صاحب
ہزاروں تجھ سے دیکھے عاشقِ بے جان کو میں نے

عقیدت کا جو کچھ جذبہ، عطیہ ہے بریلی کا
بچائے دل میں رکھا ہے ابھی اس دان کو میں نے

لو! وہ بھی چلے گئے

ناشر رضویات حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رضوی بولٹن انگلینڈ کے سانحہ ارتحال پر لکھی گئی ایک اشک آلود تحریر

از: حضرت مولانا محمد سعد خوشتر صدیقی قادری ولیعہد خانقاہ قادریہ رضویہ خوشتریہ ماریشش نزیل حال برطانیہ

پڑھاتے رہے بلکہ ایک بار آپ کو کچھ دیر ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امامت کی۔

ابھی عالم اسلام و دنیائے سنیت اس ہمالیہ جیسے صدمے سے جو کہ پیر طریقت رہبر شریعت مناظر اہلسنت خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ کی شکل میں پہنچا تھا صحیح طرح سے سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ ۵/جنوری ۲۰۱۷ء کو حرمین طیبین کی مقدس سرزمین سے یہ رنج وغم میں ڈوبی ہوئی خبر ملی کہ مفکر قوم وملت، مجاہد اہلسنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رضوی صاحب اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اس خبر کا برطانیہ کی سرزمین پر پہونچنا تھا کہ خصوصاً پورے برطانیہ اور عموماً پوری دنیا میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ ہر آنکھ اشکبار، ہر دل غم سے ٹوٹا ہوا نظر آنے لگا۔ علماء کے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی ان کی جدائی کا تصور کر کے بے چین و بے قرار نظر آرہے تھے۔

علامہ حنیف رضوی علیہ الرحمہ اس عظیم المرتبت ہستی کا نام ہے جس کو بارگاہ رضا سے خاص فیضان ملا۔ جن کی زندگی کے شب و روز دین متین کی خدمت و مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں گزرے۔ جو پیدا تو ہندوستان کی سرزمین پر ہوئے لیکن انہوں نے برطانیہ سمیت پورے یورپ میں دین ومسلک کی عظیم خدمات انجام دیں اور اللہ رب العزت نے اپنے دین کی خدمت کا یہ صلہ دیا کہ اپنے مقدس و پاک شہر میں قیامت تک آرام کرنے کا موقع میسر فرما دیا۔

تاریخ پیدائش و جائے پیدائش: علامہ حنیف رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہندوستان کے صوبہ راجستھان میں واقع بسار پرتاپ گڑھ نامی خطے میں ۵/جنوری ۱۹۴۴ء کو ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حافظ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تھا جو کہ دین ومسلک کے سخت پابند تھے اور یہی چیز علامہ حنیف رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو وراثت میں ملی تھی۔ آپ کے والد امامت وخطابت کے علاوہ زراعت کا کام بھی کیا کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم وحفظ قرآن: علامہ حنیف رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور پھر والد صاحب کے ایماں پر حفظ قرآن کے لئے بھوپال (مدھیہ پردیش) چلے گئے۔ جہاں پر آپ نے دار العلوم تاج المساجد سے حفظ قرآن مکمل کیا اور ساتھ ہی ساتھ تجوید وقرأت کی بھی تکمیل کی۔

درس نظامی: ۱۹۵۶ء میں جب آپ حافظ قرآن ہو گئے تو حصول درس نظامی کے لئے وقت کے جلیل القدر عالم و فاضل مفتی اعظم سنبھل حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

بارگاہ میں پہونچے۔شاہ صاحب کی بارگاہ میں چار سال تک محنت و لگن کے ساتھ علم دین حاصل کرتے رہے۔شاہ صاحب نے جب آپ کے اندر علم دین کی یہ تڑپ اور ذوق وشوق دیکھا تو ۱۹۶۰ء میں علوم عقلیہ ونقلیہ کے حصول کے لئے آپ کے تئیں ایک ایسے علمی مرکز کا انتخاب کیا جہاں سے زمین کے نہ جانے کتنے ذرّے علوم و فنون کے افق پر ماہ ونجوم بن کر چمک چکے تھے۔ جہاں سے وقت کے بڑے بڑے جلیل القدر عالم و فاضل فراغت کا تمغہ لینا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے ۔یعنی مرکز علم وفن مرکز اہلسنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف۔ یہ آپ کی خوش بختی تھی کہ منظر اسلام میں آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت، جگر گوشۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے حلقۂ شاگردی میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ بلکہ نہ صرف شرف حاصل ہوا بلکہ حضور مفسر اعظم نے آپ کو اپنی خاص شاگردی میں شامل فرمایا۔

دستار بندی: علامہ حنیف رضوی علیہ الرحمہ کو حضور مفسر اعظم کے علاوہ دیگر جلیل القدر علمائے کرام سے شرف تلمذ حاصل رہا جیسے علامہ عبدالتواب، حضرت مولانا محمد عرفان علی رشیدی وغیرہ ۱۹۶۳ء میں علماء ومشائخ کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی۔

ہندوستان میں خدمت دین کی شروعات: تکمیل تعلیم کے فوراً بعد آپ نے سنت نبوی کے مطابق تبلیغ وارشاد کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا جس کے لئے صوبہ مدھ پردیش کے شہر اندور کی جامع مسجد میں امام و خطیب کے حیثیت سے پہونچے اور وہاں خدمت دین ومسلک نہایت ہی حکیمانہ انداز میں انجام دی۔اس کے بعد ناگدہ ضلع رتلام میں ایک سال تک بحیثیت خطیب وامام رہے۔ پھر بھاؤ نگر میں درس حدیث کے لئے بحیثیت مدرس پہونچے اور لوگوں کو علم حدیث کی دولت سے سیراب کیا۔۱۹۶۶ء میں چھوٹا ادے پور کی جامع مسجد میں مدرس، امام وخطیب کی ذمہ داری انجام دیں۔ اس طرح مختلف مقامات پر جاجا کر دین متین، مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات انجام دینے کا شرف حاصل کیا۔

آمد برطانیہ: ہندوستان کے مختلف حصوں میں دین ومسلک کی خدمات انجام دینے کے بعد اب ہند کی سرحدوں کے پار عشق نبوی کے چراغ جلانے کے ارادہ سے ۱۱/اکتوبر ۱۹۷۲ء کو بولٹن برطانیہ آئے۔اور بولٹن کی رضا مسجد میں امام وخطیب کی حیثیت سے رہے۔ آپ نے لوگوں کے دلوں میں علم دین کی لگن پیدا کی اور لوگوں کو علم دین کے لئے بیدار کیا۔آپ نے نہایت ہی خلوص کے ساتھ یہاں شریعت وطریقت کے جام لوگوں کو پلائے۔اور عشق نبوی کی جو تڑپ بارگاہ رضا سے ملی تھی اس تڑپ کو ہرسنی کے دل میں بسانے کا جو عزم مصمم لے کر چلے تھے اس کو پھیلانے کے لئے برطانیہ کے مختلف شہروں میں جیسے بولٹن، مانچسٹر، لندن وغیرہ کے تبلیغی اسفار کئے۔ آپ نے نہ صرف برطانیہ میں دین ومسلک کی خدمات انجام دیں بلکہ برطانیہ سمیت پورے یورپ میں مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی فرمائی اور لوگوں کو مسلک رضا کی روشنی میں نبی اکرم کی محبت کا وہ پیغام دیا جو خود امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے دیا تھا۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

جیسا کہ مذکور ہوا کہ علامہ حنیف رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضور مفسر اعظم

کے خاص شاگرد ہونے کا شرف حاصل رہا۔ جب تک آپ کا بریلی قیام رہا جلوت وخلوت، سفر وحضر میں حضور مفسر اعظم کی معیت و رفاقت میں رہے۔ یہاں تک کہ جب حضور مفسر اعظم کا وقت آخر آیا اس وقت بھی آپ ان کے ساتھ تھے اور آپ نے وقت نزع میں حضور مفسر اعظم کو سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کر کے سنائی اور جب حضور مفسر اعظم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو آپ نے ہی خانوادے کے تمام افراد کو مطلع کیا۔

مشائخ سے محبت : علامہ حنیف رضوی رحمہ اللہ اپنے مشائخ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ فقیر راقم الحروف کے جد امجد خلیفۂ حضور مفتی اعظم مبلغ اسلام حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خصوصی محبت تھی۔ والد محترم حضرت علامہ محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ خوشتریہ ماریشس نے فقیر راقم الحروف کو بتایا کہ علامہ خوشتر جب بھی برطانیہ کی سرزمین پر دعوت وتبلیغ کے لئے پہونچتے آپ علامہ خوشتر سے ضرور ملاقات کرنے کے لئے آتے تھے اور علامہ خوشتر سے نہایت ہی محبت وخلوص کے ساتھ ملتے اور خلوت میں یہ دونوں عظیم ہستیاں راز و نیاز کی باتیں کیا کرتی تھیں۔ لمبی لمبی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ جب علامہ خوشتر علیہ الرحمہ کا وصال ہوا اس وقت علامہ حنیف رضوی علیہ الرحمہ برطانیہ ہی میں تھے۔ لیکن جیسے ہی آپ کو یہ خبر پر ملال ملی آپ سب کو چھوڑ کر ماریشش علامہ خوشتر کی تدفین میں پہونچے اور علامہ خوشتر کی وصیت کے مطابق آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کی آخری تقریر: فقیر راقم الحروف کو اپنی علالت کی بنیاد پر ایک لمبے عرصے سے شرف ملاقات حاصل نہ ہوا تھا لیکن زہے قسمت ۱۸؍دسمبر ۲۰۱۶ء کو داماد علامہ خوشتر محترم الطاف بھائی کے گھر جشن عید میلاد النبی کا پروگرام تھا جہاں پر آپ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب اس بات کا علم فقیر راقم الحروف کو ہوا تو فقیر نے جا کر کے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے فقیر کے حق میں دعائے شفا و دعائے صحت فرمائی اور فرمانے لگے کہ عمرہ پر جانے والا ہوں۔ دل کر رہا ہے کہ بس جلدی سے دیار حبیب میں حاضری ہو جائے۔ گنبد خضریٰ کا دیدار ہو جائے۔ محفل میں موجود لوگوں کی روایت کے مطابق چونکہ آپ کی بھی طبیعت کچھ بہتر نہیں تھی لوگوں نے کہا حضرت آپ صرف دعا ہی کرا دیجئے تو آپ نے فرمایا ''مجھے تقریر کرنے دو۔ ہوسکتا ہے کہ یہ میری آخری تقریر ہو''۔ اور پھر چند ایک دن کے بعد آپ حرمین طیبین تشریف لے گئے۔ دیدار گنبد خضریٰ کی جو پیاس تھی پہلے اس سے سیرابی حاصل کی اور خوب دیدار کے مزے لوٹے۔ پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ میں جمعرات کا دن تھا فضاؤں میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں گونج رہی تھیں (اذان مغرب ہو رہی تھی) کہ حرم کی مقدس سرزمین پر آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی نماز جنازہ بروز جمعہ آپ کے معیت میں زیارت حرمین کے لئے تشریف لے جانے والے حضرت مولانا محسن صاحب قبلہ نے ادا کرائی۔ مقام منیٰ کے قریب واقع قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے اہلسنت کو جو پہلے ہی سے قحط الرجال کا شکار ہے ایک اور عظیم صدمے سے دو چار ہونا پڑا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ درجات کو بلند فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں قرب خاص عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی

لاؤں کہاں سے ایسا کہ تجھ سا کہوں جسے

حضرت مولانا محمد حنیف رضوی علیہ الرحمہ کے انتقال پُر ملال سے پہنچنے والے قلبی حزن وملال کو بیان کرتی ایک غم آلود تحریر

از: مولانا محمد قمر رضا بریلوی، خطیب سنی رضوی عیدگاہ شریف پورٹ لوئس ماریشس

الکریم۔

☆

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دئے

ڈھونڈا تھا جنہیں آسمان نے خاک چھان کر

اس عالم فانی میں ہر روز نہ جانے کتنے نفوس عالم عدم سے عالم وجود میں آتے ہیں اور نہ جانے کتنے عالم وجود سے عالم جاوداں کی جانب کوچ کر جاتے ہیں آنے والوں کے لئے دنیا شادیانے بجاتی ہے اور جانے والوں پرغم کے آنسو بہا کر انہیں آخر کار بھول جاتی ہے۔لیکن اسی دار فانی میں کچھ ایسے نفوس قدسیہ بھی آتے ہیں جو اپنی زندگی میں بھی لوگوں کی پلکوں پر بیٹھتے ہیں اور اس جہاں سے کوچ کرنے کے بعد بھی لوگ ان کو بھلا نہیں پاتے ہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ان کی یادوں کے چراغ کو اپنے خانۂ دل میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی نفوس قدسیہ اور بابرکات جماعت میں سے ایک ذات تھی عالم ربانی، مفکر اسلام، مجاہد اہلسنت، ترجمان فکر رضا حضرت علامہ الشاہ محمد حنیف رضوی قادری نور اللہ مرقدہ کی۔جنہوں نے اپنی آنکھیں خواجہ کے ہندوستان اور خواجہ کی ریاست راجستھان کے ضلع پرتاپ گڑھ میں ۵رجنوری ۱۹۴۴ء کو کھولیں اور جب آنکھوں کو بند کرنے کی باری آئی تب بھی ۵رجنوری ہی تھی (۲۰۱۷) لیکن اس بار جگہ وہ تھی جس کو اللہ رب العزت نے امن وامان والا گہوارہ قرار دیا ہے یعنی مکۃ المکرّمہ میں آپ نے اپنی زندگی کی آخری سانس لی۔

آپ ایک جید عالم و فاضل، دینی افکار ونظریات کے حامل اور بزرگوں کے صفات عفوودرگزر کے مالک تھے۔آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خدمتِ دین متین، فروغ عشق مصطفی علیہ السلام اور اشاعت فکر رضا میں گزرا۔آپ کی پوری زندگی دینی تعلیم وتعلم سے عبارت تھی۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حافظ عبد القادر سے حاصل کی اور پھر حفظ قرآن اور تجوید وقرأت کی تکمیل دار العلوم تاج المساجد بھوپال مدھیہ پردیش (انڈیا) سے ۱۹۵۶ء میں کی۔بعد ازاں درس نظامی کے حصول کے لئے معروف عالم و فاضل، مجاہد اہلسنت، مفتی اعظم سنبھل حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہونچے۔جہاں آپ نے دار العلوم اجمل العلوم میں ابتدائی کتب کو نہایت ہی ذوق وشوق اور عرق ریزی کے ساتھ پڑھا۔شاہ صاحب نے آپ کے دل بیقرار میں حصول علم دین کی تڑپ کو ملاحظہ فرمایا اور پھر علوم عقلیہ ونقلیہ کے حصول کے لئے مرکز علم وفن مرکز اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و

ملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف جانے کا مشورہ دیا۔آپ نے اپنے استاذ محترم کے اس حکم پر لبیک کہا اور ۱۹۶۰ء میں عشق و وفا اور پیار و محبت کے شہر بریلی شریف پہونچے ۔ جہاں آپ کو نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ حضور حجۃ الاسلام مفسر اعظم حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔آپ نے بارگاہ رضا میں رہکر بے انتہا محنت ولگن کے ساتھ قرآن وحدیث ،فقہ وتفسیر،معانی وکلام وغیرہ علوم دینیہ وعصریہ کو حاصل کیا۔ پھر وہ مبارک دن بھی آیا کہ جب وقت کے جلیل القدر علمائے کرام کی موجودگی میں گنبد رضا کی چھاؤں میں علماء ومشائخ کے نورانی ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار علم وفضل کا تاج رکھا گیا۔اس طرح ۱۹۶۳ء میں آپ نے علوم نبویہ سے فراغت حاصل کی۔آپ کو بارگاہ رضا سے علم وادب کی صورت میں جو فیض ملا تھا پھر اس کی ترویج واشاعت یعنی تبلیغ دین متین کے لئے ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے مدارس ومساجد میں خدمات انجام دیں ۔فراغت کے بعد سب سے پہلے آپ صوبہ مدھ پریش کے صنعتی شہر اندور میں جامع مسجد میں خطیب و امام کی حیثیت سے رہے اور وہاں خدمت دین ومسلک نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے اس کے بعد ناگدہ ضلع رتلام میں خطیب وامام رہے پھر بھاؤ نگر میں درس حدیث کے لئے بحیثیت مدرس رہے اور لوگوں کو ارشادات نبوی سے مالا مال فرمایا۔۱۹۶۶ء میں چھوٹا ادے پور کی جامع مسجد میں مدرس ،امام وخطیب کی ذمہ داری انجام دیں ۔اس طرح مختلف مقامات پر جاجا کر دین متین، فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات انجام دیتے رہے۔

علامہ حنیف رضوی نور اللہ مرقدہ ۱۹۷۲ء میں برطانیہ پہونچے۔رضا مسجد پرسٹن (برطانیہ) میں آپ امام وخطیب کی حیثیت سے رہے پھر برطانیہ کے ہی شہر بولٹن تشریف لے گئے اس وقت بولٹن کی سرزمین پر کوئی بھی ایک ایسی جگہ نہیں تھی کہ جس کو عقائد کے تحفظ کی جگہ سمجھ کر اللہ کے بندے اپنے خالق و مالک کے حضور عاجزی وانکساری کے ساتھ جمع ہوکر جہاں سجدہ کرسکیں۔بولٹن کی زمین پر سب سے پہلی جماعت اہلسنت کی مسجد کے قیام کا عظیم کام اللہ رب العزت نے آپ ہی کے ہاتھوں کروایا۔آپ نے بولٹن میں رہکر پورے برطانیہ میں درس قرآن وحدیث کی محافل کا انعقاد کیا اور اس طرح دین مصطفیٰ ﷺ وفکر رضا کی ترویج واشاعت کی۔

علامہ حنیف رضوی کو خانوادۂ رضویہ سے بے حد محبت تھی۔ اور آپ کو وہ فخر بھی حاصل رہا جس کی تمنا وقت کے جید علمائے کرام نے کی ہے یعنی آپ متقی اعظم شبیہ غوث اعظم شہزادۂ مجدد اعظم مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ الرضوان کے دست حق پر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ نوریہ میں سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔حضور مفتی اعظم ہند کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ حضور مفتی اعظم ہند کے چہیتے خلیفہ جن کو حضور مفتی اعظم نے اپنی خلافت سے نوازتے وقت ''ولدی العزیز'' کا مژدہ جانفزا سنایا تھا یعنی مبلغ اسلام مرید حضور حجۃ الاسلام خلیفۂ مفتی اعظم حضرت علامہ ابراہیم خوشتر علیہ

الرحمہ (سال وصال ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء مزار پاک پورٹ لوئس، ماریشس)(جہاں فقیر راقم الحروف خدمات دینیہ انجام دے رہا ہے) ان سے بھی بے حد محبت فرماتے تھے علامہ خوشتر چونکہ برطانیہ میں تبلیغ دین کے لئے جاتے رہتے تھے جب بھی یہ دونوں بزرگ ہستیاں ملتی دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں، چہرے نور علی نور ہو جاتے، اسلاف کرام کی یاد دلاتے۔

آپ نے عیسوی سال نو کی آمد کے موقع پر زیارت حرمین طیبین کا ارداہ فرمایا تھا جب جانے کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے احباب سے ملاقات کی اور فرمایا کہ یہ میری آپ لوگوں سے آخری ملاقات ہے پھر حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر پہونچے۔ پہلے آپ دیار حبیب خدا روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور دل میں عشق مصطفیٰ کے جلنے والے چراغ کو مزید روشن ومزین کیا بعدہ امن وامان والے مقدس شہر مکۃ المکرّمہ پہونچے۔اور طواف کعبہ کر کے غلاف کعبہ کو چوم چوم کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائی اور عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔پھر ۵/جنوری ۲۰۱۷ء کا وہ دن آیا جب کہ آسمان کا سورج غروب ہورہا تھا فضاؤں میں اللہ کی کبریائی کی صدائیں گونج رہی تھی دوران اذان مغرب آسمان علم و ادب کا یہ ماہتاب بھی غروب ہوگیا۔اللہ رب العزت مغفرت فرمائے۔جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔درجات کو بلند فرمائے۔آمین

مر کے ٹوٹا ہے کہیں سلسلۂ قید حیات

عاشق اعلیٰ حضرت الحاج محمد امین کوڑیا نہ رہے

سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت وعقیدت اور شرف بیعت رکھنے والے عاشق اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج محمد امین کوڑیا نوری رضوی مؤرخہ ۸/دسمبر ۲۰۱۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔موصوف مرکز اہل سنت بریلی شریف سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور اسی بیعت اور مریدی کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کے دل میں دینی ومسلکی خدمات کا جذبۂ بیکراں عطا فرمایا تھا۔حاجی صاحب موصوف غریبوں کی مدد کرتے۔بے سہارا اور بیوہ عورتوں کی کافی امداد کرتے، مدارس اہل سنت کا تعاون فرماتے، رضا مسجد، خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت میں بھی انہوں نے کافی کام کرائے۔اپنے پیر ومرشد سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر سال اپنے مکان پر عرس کرتے۔ہر مہینے چاند کی ۱۴/تاریخ کو اپنے پیر ومرشد کی یاد میں نوری محفل منعقد کرتے۔ آپ کی نماز جنازہ خانقاہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مقدسہ کے سجادہ نشین رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ادا کرائی۔گونڈل گجرات جو آپ کا آبائی وطن ہے وہاں پر آپ کی تدفین عمل میں آئی۔حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی نے آپ کے لیے منظر اسلام میں ایصال ثواب کی محفل منعقد کرائی۔آپ کے پسماندگان اور شہزادگان سے اظہار تعزیت فرمایا۔مؤرخہ ۲۶/جنوری کو گونڈل گجرات کی سرزمین پر آپ کے چالیسویں کی محفل منعقد ہوئی۔اللہ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل۔(ادارہ)

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

منظر اسلام کے ایک ہونہار فاضل اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک مخلص مبلغ وداعی حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رضوی کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں پر روشنی ڈالتی ایک عقیدتمندانہ تحریر

از: محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

فرق اتنا ہے کہ زنجیر بدل جاتی ہے

ایک کامیاب زندگی اور ایک کامران موت: دنیا کے اندر جتنے مذاہب ہیں، ہر مذہب میں جتنے فرقے ہیں اور ہر فرقے میں جتنے افراد ہیں ان میں مذہبی، مسلکی، دنیوی، اعتقادی، لسانی، علاقائی اور رنگ ونسل جیسے بے شمار اختلافات ہیں۔ ہر ایک اپنے مذہب اور اپنی جماعت اور ہر فرد اپنی رائے کو سب سے بہتر مانتا، جانتا اور بتاتا ہے۔ یہ پوری دنیا ہی اختلافات کا مجموعہ ہے۔ اگر پوری دنیا کسی بات پر متفق ہے تو وہ صرف ایک چیز ہے ''موت''۔ موت کے سلسلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ ہر ایک یہ جانتا اور مانتا ہے کہ موت برحق ہے۔ ہر حال میں ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ البتہ اس میں ضرور اختلاف ہے کہ کونسی زندگی کامیاب ہے اور کس زندگی کو گزارنے کے بعد آنے والی موت کو ایک کامران موت کا نام دیا جائے۔ کسی کا نظریہ ٹھہرا کہ دنیا میں بے شمار دولت کما کر اپنے وارثوں کو پر تعیش زندگی کا سامان فراہم کر کے موت کو گلے لگانے والا ایک کامیاب انسان اور ایک کامران موت کا مالک ہے۔ کسی نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ دنیا میں بڑی بڑی عمارتیں بنا کر دنیا والوں کو تحفہ دے کر اس دنیا سے جانے والے کو کامیاب زندگی کا مالک اور ایک کامران موت کو گلے لگانے والا شخص قرار دیا جائے تا کہ اس کی بنائی ہوئی عمارتوں کو دیکھ کر لوگ اسے یاد رکھ سکیں۔ کسی نے یہ فکر پیش کی کہ بڑے سے بڑے عہدے پر فائز رہ کر زندگی گزارنے والے شخص کو کامیابی کی سند عطا کی جائے۔ غرض کہ کامیاب زندگی اور کامران موت کو انسانوں نے مختلف زاویے اور مختلف اینگلز سے دیکھا۔ لیکن اسلامی فکر ان تمام مذکورہ فکروں اور نظریات کو باطل قرار دیتے ہوئے کامیاب زندگی اور کامران موت کے سلسلہ میں ایک بے مثال نظریہ پیش کرتی ہے۔ چنانچہ اسلام اس شخص کو کامیاب زندگی گزارنے والا اور کامران موت پانے والا بتاتا ہے کہ جس نے اپنا مقصد حیات صرف اور صرف نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عنایت کردہ اصولوں پر گامزن رہنے اور اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کو بنایا ہے۔ اس نے اپنی پوری زندگی محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی حیات مبارکہ کو جاننے، ان کے عطا کردہ شعبہ ہائے زندگی کو اپنانے، ان کے نافذ کردہ احکام کو ماننے، انہیں احکام کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے اور اپنی دینی

و دنیوی زندگی گزارنے میں کسی غیر مذہب اور بدمذہب کے اصولوں اور تعلیمات سے اعراض، روگردانی اور کوئی لگاؤ نہ رکھنے میں گزاری ہو۔ایسی زندگی گزار کر جب کوئی مخلص، وفا شعار اور عشق رسول میں سرشار شخص اس دنیا سے جاتا ہے تو بلا شبہ اہل اسلام اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کہ یہ شخص دنیا سے سچا مسلمان بن کر گیا ہے۔اسی صحیح اسلامی فکر اور حق نظریہ کو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی جامعیت اور عمدگی کے ساتھ اپنے اس شعر میں یوں بیان فرمایا ہے کہ ؎

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد !میں دنیا سے مسلمان گیا

ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے لیے مذکورہ اوصاف پر مشتمل کامیاب حیات و زندگی گزارنے کے بعد کامران موت ملنے کے سلسلہ میں امام احمد رضا قدس سرہ یوں دعا فرماتے ہیں کہ ؎

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

بلکہ اس کے لیے مزید ترقی کی دعا فرماتے ہوئے یہ تمنا کرتے ہیں کہ ایک عاشق رسول، ایک وفا شعار امتی اور ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان جب اس دنیا سے جائے تو اس کی شان یہ ہو کہ ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

علامہ حنیف رضوی کی کامیاب زندگی اور کامران موت

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رضوی نے جس انداز میں اپنی زندگی گزاری، جس مخلصانہ طریقے سے انہوں نے دین و مذہب کی خدمات انجام دیں۔جس وفا شعاری کے ساتھ انہوں نے مذہب حق مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے فرائض انجام دیئے۔جس خلوص و محبت کے ساتھ انہوں نے کفر و ارتداد کی آلودگیوں میں آلودہ خطوں کے اندر تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ عظمت اولیاء کی کامیاب تحریک چلائی۔جس خلوص و للّٰہیت کے ساتھ انہوں نے عشق رسول اور محبت رسول کے پیغام کو عام سے عام تر فرمایا اسے دیکھ کر یہ بخوبی کہا جاسکتا ہے کہ ان کی حیات مستعار بلا شبہ ایک کامیاب زندگی تھی اور اس دنیا سے جب وہ آخرت کے سفر پر نکلے تو ایک کامران موت کو گلے لگا کر انہوں نے اس سفر کی مسافرت اختیار کی۔یہی وجہ ہے کہ جب تک وہ دنیا میں رہے تو دیندار لوگ انہیں اپنا قائد و رہنما تسلیم کرتے رہے اور جب وہ اس دنیا سے گئے تو اہل محبت کی دنیا سے یہ آوازیں بلند ہونے لگیں کہ وہ دیکھو! وہ طیب و طاہر بن کر اس جہان فانی سے دار قرار کی طرف جا رہے ہیں۔ہماری عقیدت یہ کہتی ہے کہ ان شاء اللہ اس دار قرار میں بھی یہ دھومیں ضرور مچی ہونگی کہ انہیں ایک اور مومنِ صالح مل گیا۔

مرکز اہل سنت میں سانحۂ ارتحال کی خبر: ۶؍ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ کے دن کا سورج غروب ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا۔ ۵؍جنوری ۲۰۱۷ء کی شمسی تاریخ تھی۔ماریشس سے تشریف لائے ہوئے عالیجناب محترم الحاج نوشاد علی جواتا، ان کے بیٹے محترم محمد ارشد علی جواتا اور فقیر راقم الحروف محمد سلیم بریلوی حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی

کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ماریشس کے دینی اور مسلکی حالات پر گفتگو کر رہے تھے۔ ہندوستانی وقت کے مطابق رات کے تقریباً ۱۰ ربجے تھے کہ اچانک میرے موبائل پر شہزادۂ علامہ ابراہیم خوشتر محترم المقام عالیجناب الحاج الشاہ محمد خوشتر صدیقی مدظلہ کا ایک میسیج آیا۔ میسیج کی پہلی ہی لائن پڑھی تھی کہ ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ باتوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ حضور صاحب سجادہ اور بھائی نوشاد علی جوا تا بہت غور سے مجھے دیکھنے لگے۔ میں نے موبائل حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے جیسے ہی میسیج پڑھا آپ کے چہرے پر پژ مُردگی طاری ہوگئی۔ آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ زبان پر کلمۂ ترجیع انا لله و انا اليه راجعون۔ جاری ہوگیا۔ آپ کے کلمۂ ترجیع کو سن کر ہمیں بھی کلمۂ ترجیع پڑھنے کا ہوش آیا۔ بہت دیر تک محفل پر سنّاٹا طاری رہا آخر کار غم واندوہ اور حزن وملال میں ڈوبے لب ولہجے میں حضور صاحب سجادہ نے یوں گفتگو شروع کی کہ ''بہت محبت کرنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ اکثر وبیشتر مجھے فون کیا کرتے تھے۔ مجھ سے بہت الفت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ بریلی شریف آئے تو میرے ہی غریب خانے پر ان کا قیام رہا۔ علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے عرس میں جب ملاقات ہوئی تب بھی بے پناہ اظہار محبت فرماتے رہے۔ منظر اسلام کا بے پناہ خیال رکھتے تھے۔ احباب کو بھی منظر اسلام کی طرف متوجہ کرتے۔ حالیہ سالوں میں منظر اسلام کے تعلیمی نظام کے تعلق سے جب بھی وہ برطانیہ کی سرزمین پر کسی اہل علم کو رطب اللسان دیکھتے تو یہاں فون کر کے اس کی اطلاع ضرور دیتے۔ بے پناہ خوشیوں کا اظہار فرماتے۔ منظر اسلام کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتے۔ ان کی گفتگو سے ایسا لگتا کہ ان کا جسم تو برطانیہ میں ہے مگر جان منظر اسلام میں ہے''۔

میں یہ سب سنتا رہا۔ آج ہی کی بات نہیں بلکہ بارہا حضرت صاحب سجادہ مدظلہ کی زبان سے آپ کا ذکر سنتا رہتا۔ میری ان سے کبھی ملاقات تو نہیں تھی نہ ہی میں نے ان کی زیارت کی تھی مگر کسی شخصیت کا انسان جب بار ہا ذکر سنتا ہے تو ذہن میں فطری طور پر اس کا ایک سراپا تیار ہو جاتا ہے۔ جن خوبیوں کا وہ ذکر سنتا ہے انہیں خوبیوں سے آراستہ ایک ہیولا ذہن میں بن جاتا ہے۔ ذہنی رَو ایسی شخصیت کے ذکر کردہ اوصاف کو سن کر تخیلات کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے اتنے دور دراز کے سفر پر نکل جاتی ہے کہ جہاں پہنچ کر اپنے حسی اور حقیقی احوال وکیفیات سے بیگانہ ہو کر گویا کہ اس شخصیت کے سامنے زانوئے ادب تہ کئے ہو۔ اس کی خیالی مجلس سے مستفیض ہوتی ہو۔ تقریباً یہی حال راقم الحروف کا بھی تھا کہ اچانک علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے بڑے شہزادے اور خانقاہ خوشتریہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی مدظلہ کا فون آیا۔ برجستہ سلام ودعا کے بعد ارشاد فرمایا: ''ہمارے بہت مخلص اور سنیوں کے قائد ورہنما اور سرپرست حضرت مولانا حنیف رضوی صاحب انتقال فرما گئے''۔ میں نے برملا دریافت کیا کہ کیا موصوف علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پر مشتمل کوئی تحریری مواد دستیاب ہو سکتا ہے؟ حضرت نے کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہاں! میرے پاس ایک انگریزی تحریر ہے جس میں ان کے کچھ حالات زندگی تحریر کئے گئے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت کرم فرمائیں اور بذریعے وہاٹس ایپ ارسال فرمادیں۔ حضرت نے اپنے لخت جگر حضرت مولانا محمد سعد خوشتر مدظلہ کے ذریعہ دو صفحات پر مشتمل یہ تحریر بھجوادی۔ میں یہ تحریر پڑھتا رہا

اور حضرت مولانا محمد حنیف رضوی علیہ الرحمہ کی حیات مستعار کے گوشوں پر مشتمل خلوص وللّٰہیت سے آراستہ ان کی وادیٔ حیات کی سیر کرتا پہنچ گیا صوبۂ راجستھان کے تاریخی شہر چتوڑ گڑھ کے قریب واقع پرتاپ گڑھ کے مضافات میں ۔ پردۂ ذہن پر ۱۹۴۴ء کی ۵/ جنوری کا وہ دن گردش کرنے لگا کہ جس میں ایک دیندار گھرانہ ہے، ایک عفت مآب اور دیندار ماں کا آنچل ہے ۔ عبدالقادر نامی ایک حافظ قرآن کا مشفقانہ اور گھنیرا سایہ ہے ۔ حافظ جی کا یہ گھرانہ دینداری کے روشن ومنور نقوش سے آراستہ ہے اور آج اسی دیندار اور مذہبی گھرانے میں ایک ایسے بچے نے جنم لیا ہے کہ جس سے قدرت کو مذہب ومسلک اور دینی علوم وفنون کی تاریخ ساز خدمات کی انجام دہی کا کام لینا ہے ۔ والدین کی محبت وشفقت کے زیر سایہ یہ بچہ دینی تعلیم حاصل کرتے کرتے اپنے بچپن کا سفر طے کرتا ہے ۔ پھر منظر نامہ بدلتا ہے ۱۹۵۶ء کا منظر پردۂ ذہن پر نمودار ہوتا ہے جس میں حافظ عبدالقادر کا یہ بچہ بھوپال کی تاج المساجد میں چلنے والی حفظ و تجوید کی درسگاہ میں شب وروز محنت کرکے اپنے سر پر حفظ قرآن کا تاج زرّیں سجا کر میدان محشر میں اپنے والد گرامی کے سر پر اعزاز واکرام کے مقدس وبابرکت تاج کو سجانے کا راستہ ہموار کردیتا ہے ۔ حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوکر اب یہ کمسن بچہ جواں حوصلہ لے کر علوم وفنون کے اُفق پر کمندیں ڈالنے کے عزم سے مزین ہوکر پہنچ جاتا ہے جماعت اہل سنت کے اس جلیل القدر عالم دین کی بارگاہ میں کہ جسے دنیا مفتی اعظم سنبھل حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اجمل علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی ہے ۔ ۴/ سال تک حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اجمل علیہ الرحمہ کے مکتبی فیضان سے مالا مال ہوکر اور انہیں کے حسب منشا اور حسب حکم پہنچ جاتا ہے مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں ۔ منظر نامہ بدلتا ہے ۔ اب پردۂ ذہن پر ۱۹۵۹ء کا منظر ہے ۔ ''اسلام کے منظر'' منظر اسلام کے درودیوار ہیں ۔ یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام کے یہ وہی درودیوار ہیں کہ جن کے ہر ہر حصے سے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت، استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں، سیدی سرکار حجۃ الاسلام، سیدی سرکار مفتی اعظم ہند اور سیدی سرکار مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلوص وللّٰہیت کی خوشبو پھوٹ رہی ہے ۔ سرکار مفسر اعظم ہند کی درسگاہ علم وفن ہے ۔ سرزمین راجستھان پر جنم لینے والا یہ بچہ اب ۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۹ء کا کافی سفر طے کر چکا ہے ۔ نوجوانی میں قدم رکھ رہا ہے ۔ پُرخلوص اساتذہ کی تعلیم وتربیت کا ایک حسین وجمیل ماحول اسے اپنی زندگی سنوارنے کا بھرپور موقع عطا کر رہا ہے ۔ اچانک سرکار مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کیمیا ساز اس بچے کو اپنے زاویۂ نگاہ کے دائرے میں مقید کرلیتی ہے ۔ دوربیں نگاہوں نے یہ اندازہ لگالیا کہ یہ بچہ ہونہار ہوگا ۔ مکتب کے فیضان کے ساتھ ساتھ نگاہ کی کرامت سے بھی اس نوجوان کو دعوت وتبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرنے والی عظیم خوبیوں کے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا ۔ آخر کار یہ نوجوان چار سال تک مکتب کے فیضان کے ساتھ سرکار مفسر اعظم ہند کی نگاہوں کی کرامتوں کے جاموں سے اپنے آپ کو سرفراز کرنے کے بعد ۱۹۶۳ء میں جلیل القدر علماء ومشائخ کے ہاتھوں جبہ ودستار سے نوازا گیا ۔

مسلکی خدمات: آج جماعت اہل سنت سے وابستہ اکثر علماء، مشائخ اور عوام وخواص کے بے راہ روی پر مشتمل جو حالات ہیں

انہیں دیکھ کر یہ یقین ہی نہیں ہوتا کہ یہ جماعت ابھی بھی اپنا وجود باقی رکھے ہوئے ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ آج جماعت اہل سنت جو اپنا حقیقی اور حسی وجود رکھتی ہے وہ صرف اور صرف اپنی حقانیت کی بنیاد پر ورنہ انتشار و افتراق ،تضلیل وتفسیق ،اختلاف وعناد ،بغض وحسد ، حرص وہوس ،عداوت ودشمنی ،سب وشتم ، برائی وچغل خوری اور آپس میں دست وگریباں ہونے کا جو بازار گرم ہے اسے دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے کہ یہ جماعت اور اس جماعت کی رعنایاں چند سالوں ہی کی محتاج ہیں مگر یہ جماعت اہل سنت کی حقانیت ، ہمارے اسلاف کرام کی مخلصانہ جد و جہد اور باعمل علمائے اہل سنت کی شب و روز پر مشتمل انتھک کوششوں کا نتیجہ وثمرہ ہے کہ الحمدللہ! آج بھی پوری دنیا میں جماعت اہل سنت ہی غالب اور اکثریت میں ہے۔ہر دور میں اس جماعت کو کچھ ایسے مخلص اور وفا شعار افراد میسر ہوتے رہے ہیں کہ جنہوں نے دنیاوی ہنگاموں سے دور ونُفور رہ کر اپنی زندگی کو جماعت اہل سنت کے عروج وارتقاء اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے لیے وقف کر دیا۔ایسے ہی مخلص افراد میں سے ایک ذات مولانا محمد حنیف رضوی علیہ الرحمہ کی بھی ہے۔ان کے اندر یہ جذبۂ ایثار اور یہ حوصلۂ خلوص اگر کسی ذات نے پیدا کیا ہے تو اس ذات کا نام ہے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ۔آپ کے اندر بھی یہ جذبۂ بے کراں تھا کہ جماعت اہل سنت کا فروغ کیسے ہو؟ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر اشاعت کس طرح کی جائے؟ معمولات اہل سنت کا تحفظ کیسے کیا جائے؟ عقائد اہل سنت کی پاسبانی کس انداز میں کی جائے؟ اسی کے لیے وہ سرگرداں رہتے۔مسلک و مذہب کے تئیں سرکار مفسر اعظم ہند کے اس مخلصانہ جذبے سے ان کے یہ چہیتے شاگرد بخوبی واقف تھے۔ الولد سر لابیہ کے اصول کی جلوہ سامانیوں کو قبول کرنے کا مادّۂ انفعال موجود تھا۔تعلیم کے ساتھ تربیت بھی بے مثال حاصل کی اس پر مستزاد یہ کہ سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کرامت وولایت سے بھی بھرپور حصہ حاصل ہوا۔سرکار مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی اکتساب فیض یوں حاصل ہوا کہ اس مقدس اور بافیض ذات کے دست مبارک پر اپنے آپ کو فروخت کر ڈالا۔مرید ہو کر ایسے مرشد کی نگاہ ولایت حاصل ہوئی کہ جن کی نگاہوں کی تاثیر پل بھر میں ہزاروں کی تقدیر بدل ڈالتی ہے۔

منظر نامہ بدلتا ہے۔پردۂ ذہن پر ۱۹۶۳ء کا وہ منظر نمودار ہوتا ہے جب منظر اسلام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کرنے کی غرض سے ہندوستان کے مختلف حصوں کی سیر پر نکلتے ہیں۔کبھی اندور میں تو کبھی ناگدا ضلع رتلام میں۔کبھی بھاؤ نگر میں تو کبھی چھوٹا اُدے پور کی جامع مسجد میں۔ ۱۹۷۱ء تک مذکورہ مقامات پر تبلیغ دین اور فروغ مسلک کی خدمات کو انجام دینے کے بعد یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء کو یورپ کی سرزمین پر پہنچ جاتے ہیں۔پہلے پرسٹن کی رضا مسجد میں دینی خدمات انجام دیتے ہیں پھر بولٹن کی سرزمین پر اس مقدس گھر کی بنیاد رکھتے ہیں جسے دنیا میں مسجد اور اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔بولٹن کی سرزمین پر اہل سنت کی اب تک کوئی مسجد نہ تھی یہاں پر ایک مسجد کی بنیاد رکھ کر اسی کو فروغ اہل سنت کے لیے ہیڈ کوارٹر بناتے ہیں۔

۱۹۷۲ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک برطانیہ کی سرزمین ہی پر مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام عام کرتے رہے۔سنیت کی خدمت

انجام دیتے رہے۔لوگوں کو اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے روشناس کراتے رہے۔اس گہما گہمی میں انہوں نے کبھی بھی منظر اسلام کو فراموش نہیں کیا۔ برابر مادرِ علمی ،اپنے پیر خانے اور اپنے مرکز سے رشتہ مضبوط سے مضبوط تر بنائے رکھا۔ جب بھی مرکز میں ہونے والی کسی بھی علمی اور مسلکی سرگرمی میں حصے لینے کے لیے انہیں پکارا گیا۔فوراً انہوں نے لبیک کہا۔ چنانچہ ۲۰۱۰ء کی بات ہے کہ جب حضور صاحب سجادہ مدظلہ النورانی نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے پچاس سال پورے ہونے پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا جشن زرّیں نمبر نکالنے کا ارادہ فرمایا تو ہم لوگوں نے آپ کے لیے بھی ایک عنوان منتخب کیا۔ وہ عنوان تھا ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء اور اس کے اسباب و عوامل''۔ یہ گراں قدر عنوان ان کے لیے اس لیے منتخب کیا گیا تھا کہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے اجراء کے وقت آپ مرکز اہل سنت بریلی شریف تشریف لا چکے تھے۔ چونکہ ۱۹۶۰ء میں سیدی سرکار مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ماہنامہ کا اجراء فرمایا تھا اور مولانا محمد حنیف رضوی صاحب سرکار مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہیتے شاگرد تھے اس لیے خیال یہ ہوا کہ اس کے اجراء کے اسباب وعوامل سے یہ بخوبی واقفیت رکھتے ہونگے۔ موصوف علیہ الرحمہ نے بھی ہمیں مایوس نہ کیا اور نقاہت وکمزوری نیز شب وروز کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ایک گراں قدر تحریر ارسال فرمائی جو مندرجہ ذیل ہے:

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء اور اس کے اسباب وعوامل

دین واسلام کی خدمت اور نشر واشاعت کے مختلف ذرائع ہیں ان میں وعظ و ارشاد، تصنیف و تالیف، اشاعت کتب دینیہ اور رسائل واخبارات نیز ماہناموں کا اجراء وغیرہ شامل ہیں۔اسی لیے ہمارے اسلاف نے ہر دور اور ہر عصر میں مندرجہ بالا ذرائع میں سے کسی نہ کسی ذریعے سے دین اسلام کی نشر واشاعت کی ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ میرا عنوان ہے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء اور اس کے اسباب وعوامل۔

اصل میں ناچیز جب ۱۹۵۹ء میں بریلی شریف دار العلوم منظر اسلام میں داخلے کے لیے پہنچا تو حضرت استاذی الکریم مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خان قدس سرہ العزیز کی پرکشش شخصیت کا اسیر ہو گیا۔اور حضرت نے اتنا نوازا کہ آج جب ان نوازشات کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ جب یہ عظیم جریدہ اور ماہنامہ نکلنے والا تھا۔اس وقت یہ ناچیز حضرت ہی کے در کی غلامی کر رہا تھا۔

حضرت جب ہندوستان کے سنی مسلمانوں کے احوال پر نظر فرماتے تو کافی متفکر ہوتے کہ ان مسلمان بھائیوں کے عقیدے میں پختگی اور استحکام کس طرح پیدا کیا جائے نیز ان کے اخلاق و کردار کو اسلام کے دائرہ میں کس طرح سنوارا جائے اور فکر رضا گھر گھر کس طرح پہونچے نیز لوگوں کا مرکز سے کس طرح رابطہ مضبوط ہو تو آپ نے نہایت بے سروسانی کے عالم میں اللہ عزوجل پر توکل کر کے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے اجراء کا فیصلہ فرمایا اور جمادی الاٰخر ۱۳۸۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۰ء میں اس کا پہلا شمارہ آستانۂ اعلیٰ حضرت مرکز اہل سنت سے جاری ہوا۔اس ماہنامہ کے اجراء کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ دار العلوم منظر اسلام کی خدمات سے اس کے معاونین باخبر ہوں تا کہ ادارے کا مزید تعاون کرنے کا جذبہ اور تیز ہو۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ اہل سنت میں لکھنے پڑھنے کا ذوق بیدار ہو۔ مختلف عناوین پر

مضامین شائع ہوں جن سے لوگوں میں دینی بیداری پیدا ہو۔تیسرا سبب یہ تھا کہ سنی مسلمانوں کو عالم اسلام میں مختلف خطوں میں ہونے والی اہل سنت کی سرگرمیوں کا پتہ چلے۔چوتھا بنیادی اور اہم سبب یہ تھا کہ لوگ فکر رضا جو فکر اسلاف کا خلاصہ ہے،اس سے نہ صرف واقف ہوں بلکہ اپنے آپ کو اسی فکر میں ڈھالیں۔پانچواں سبب یہ تھا کہ باطل فرقوں کی طرف سے اٹھنے والے اعتراضات کا تحریر میں مسکت و مدلل جواب دیا جائے۔

چنانچہ آج تقریباً پچاس سال ہو رہے ہیں یہ رسالہ اپنے مقاصد اور اہداف کی طرف بڑھ رہا ہے اور روز بروز ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔اس موقع پر حضرت علامہ سبحان رضا خان مدظلہ العالی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس ماہنامہ کو اسلاف کی روایات کے مطابق زندہ رکھا ہے اگر عصر جدید کے عظیم ذرائع ابلاغ انٹرنیٹ پر بھی یہ اردو، انگریزی میں جاری ہو جائے تو اس کی افادیت کی خوشبو اکناف عالم میں پھیل جائے گی۔اخیر میں دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس ماہنامے کو خوب ترقی عطا کرے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد حنیف الرضوی

بولٹن (یو، کے)

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا جشن زریں نمبر صفحہ ۱۲)

یہ تھی وہ گراں قدر تحریر جس میں انہوں نے انتہائی اختصار و جامعیت کے ساتھ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء اور اس کے اسباب و عوامل پر روشنی ڈالی ہے۔سرکار مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن اسباب و عوامل اور جن اہداف و مقاصد کے لیے اس ماہنامہ کا اجراء فرمایا تھا انہیں اہداف و مقاصد کو مدّ نظر رکھتے ہوئے مولانا محمد حنیف رضوی علیہ الرحمہ نے انہیں خطوط پر مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات انجام دے کر اس دنیا سے سفر آخرت اختیار فرمایا۔

چونکہ حضور صاحب سجادہ مدظلہ سے موصوف علیہ الرحمہ بے پناہ محبت رکھتے تھے۔آپ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مجلس ادارت کے تاحیات رکن بھی رہے۔اس لیے آپ کے انتقال پُر ملال کی خبر سن کر حضرت صاحب سجادہ نے ایک تعزیتی تحریر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے سرِ ورق کی پُشت پر شائع کرائی جو مندرجہ ذیل ہے:

آہ! منظر اسلام کے ایک مایۂ ناز فرزند اور اہم خیر خواہ

حضرت علامہ مولانا محمد حنیف صاحب رضوی، (بولٹن انگلینڈ) نہ رہے

مؤرخہ ۶ ؍ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ/ ۵؍جنوری ۲۰۱۷ء بروز جمعرات ہندوستانی وقت کے مطابق رات کو بعد نماز عشاء تقریباً ۹؍بجکر ۴۵؍منٹ پر منظر اسلام کے مایۂ ناز فرزند اور اہم خیر خواہ حضرت علامہ مولانا محمد حنیف صاحب رضوی (بولٹن، انگلینڈ) مکۃ المکرّمہ میں انتقال فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علامہ مولانا محمد حنیف صاحب رضوی جامعہ رضویہ منظر اسلام سے تعلیم یافتہ اور میرے دادا سرکار مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک متحرک و فعال مبلغ ہونے کے ساتھ جماعت اہل سنت کے ایک جلیل القدر عالم بھی تھے۔عرصۂ دراز سے بولٹن انگلینڈ کی سرزمین پر مذہب و مسلک کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے تھے۔منظر اسلام میں اپنا تعلیمی سفر پورا کرنے اور یہاں سے تشریف لے جانے کے بعد

بھی وہ منظر اسلام کو کبھی نہ بھولے۔حتی الوسع اس کے تعلیمی نظام کے عروج و ارتقا کے لیے اپنا گراں قدر تعاون پیش فرماتے۔مجھ فقیر قادری سے انہیں قلبی لگاؤ تھا۔اکثر فون پر خیر وخیریت دریافت فرماتے،مزاج پُرسی کرتے،خانقاہ رضویہ،مرکز اہل سنت اور منظر اسلام کے حالات معلوم کرتے۔دعاؤں سے نوازتے۔اہم اور مفید مشورے دیتے۔انتقال سے ایک ہفتہ قبل وہ زیارت حرمین طیبین کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے تھے۔اس مقدس سفر پر نکلنے سے پہلے اہل محبت کی جانب سے بولٹن کی مسجد میں منعقد اپنی الوداعیہ تقریر میں دوران خطاب آپ نے اشک بھرے لہجے میں اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ اے کاش! میں اس مقدس سرزمین سے کبھی واپس نہ لوٹوں !!!اللہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ التحیة والثنا کے صدقے وطفیل ان کی اس آرزو کو پورا فرمایا۔مؤرخہ ۶؍جنوری بعد نماز جمعہ حرم شریف میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔اسی مقدس سرزمین پر آپ کی تدفین بھی عمل میں آئی۔مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں آپ کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوئی،تعزیتی محفل کا انعقاد ہوا اور اجتماعی طور پر آپ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعائیں کی گئیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے وطفیل آپ کی قبر پر انوار و رحمت کی بارشیں نازل فرمائے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔اہل خانہ متعلقین اور جملہ اہل محبت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی غفرلہ
خانقاہ عالیہ رضویہ رضانگر سوداگران بریلی شریف

سہلاؤں شریف میں عرس بخاری وجلسۂ دستار فضیلت

سابقہ روایات کے مطابق امسال بھی ۴؍ربیع الاول شریف ۱۴۳۸ھ؍مطابق ۴؍دسمبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بخاریہ و سربراہ اعلیٰ دارالعلوم انوار مصطفیٰ کی صدارت میں قطب تھار حضرت پیر سید حاجی علی شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا ۱۴۹؍واں ومخدوم پیر سید علاالدین شاہ بخاری کا ۴۵؍واں اور بانی ادارہ پیر طریقت حضرت سید کبیر احمد شاہ بخاری علیہ الرحمہ کا تیسرا عرس بخاری نیز دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤں شریف کا سالانہ جلسۂ دستار فضیلت شرعی حدود و قیود کے مطابق انتہائی تزک واحتشام اور عقیدت ومحبت کے ساتھ منعقد ہوا۔اولاً دارالعلوم کی غریب نواز مسجد میں اجتماعی قرآن خوانی ہوئی،بعد نماز ظہر ختم بخاری شریف کی محفل کا انعقاد ہوا جس میں خصوصیت کے ساتھ مولانا محمد ایوب اشرفی،مولانا تاج محمد صاحب،مولانا سخی محمد صاحب وغیرہم نے شرکت فرمائی۔مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ الحاج مفتی شیر محمد خاں صاحب رضوی نے علم حدیث سے متعلق ایک معلوماتی خطاب فرمایا بعد نماز عصر چادر پوشی ہوئی۔بعد نماز مغرب دارالعلوم کے طلبہ نے ایک ثقافتی پروگرام پیش کیا بعد نماز عشا ملک وملت کے نامور خطبا کے بیانات ہوئے۔اخیر میں ۱۱؍طلبہ کو فضیلت اور ۶؍کو قرأت کی سند و دستار سے نوازا گیا۔صلوٰۃ وسلام اور پیر طریقت حضرت سید محی الدین اشرف اشرفی الجیلانی کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ: مولانا حبیب اللہ قادری انواری
دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف ضلع باڑمیر راجستھان

خدا رکھے بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

استاذ العلماء، ماہر رضویات حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی مدظلہ العالی کے جواں سال شہزادے مولانا محمد منیف رضا برکاتی کے سانحۂ ارتحال پر ایک تعزیتی تحریر

از:- جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی محمد عاقل رضوی، صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ فروری ۲۰۱۷ء، سرورق کی پشت)

استاذ العلماء، ماہر رضویات حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی مدظلہ العالی ،صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف جماعتی سطح پر ایک متحرک وفعال عالم باعمل کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔اپنے دینی وعلمی وسیع کارناموں کی وجہ سے علمی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔درجنوں کتابوں کے مصنف اور سیکڑوں نامور علماء کے استاذ ومربی ہونے کا انہیں شرف حاصل ہے۔امام احمد رضا اکیڈمی کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی زرّیں خدمات نے انہیں تاریخی شخصیت کا حامل اور تاریخ ساز بنا دیا ہے۔ان کے وقت کا لمحہ لمحہ دینی کام میں مصروف رہتا ہے۔جب بھی اکیڈمی جانے کا اتفاق ہوا انہیں مصروف ہی پایا۔

ظاہر سی بات ہے ایسی علمی شخصیت اگر کسی رنج وغم اور مصیبت وصدمہ کی زد میں آجائے تو صرف اس کا ہی نقصان نہیں مجموعی طور پر پوری جماعت کا خسارہ ہوتا ہے۔وہ بھی نوجوان عالم دین بیٹے کی موت کا غم اور وہ بھی وہ بیٹا جو دینی کام میں اپنے والد کا دست راست وسچا رفیق وہمدم ہو اور ڈھلتی عمر میں مضبوط سہارا ہو اور نامور والد کی تربیت سے علمی کام کرنے کا خوگر ہو چلا ہو۔

اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو بلاشبہ حافظ وقاری مولانا محمد منیف رضا برکاتی مرحوم کا انتقال صرف استاذ العلماء کے لیے نہیں پوری جماعت کے لیے ناقابل فراموش ایک عظیم حادثہ ہے۔مولانا مرحوم ہمیشہ اپنے والد محترم کے ساتھ اکیڈمی کے کاموں میں لگے رہتے۔کبھی کام سے جی نہ چراتے۔کام کی تو وہ گویا مشین تھے۔درسی کتابوں کے مطالعے سے جو وقت بچتا وہ اکیڈمی کے کاموں میں صرف کرتے۔خوش اخلاق ،ملنسار اور علماء ومشائخ کے وہ مؤدب تھے۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ امام احمد رضا اکیڈمی کا روشن مستقبل تھے۔انہیں اوصاف حمیدہ کی وجہ سے استاذ العلماء ان سے بڑا پیار کرتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔ع

خدا رکھے بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

اس جاں سوز حادثہ پر میں نے استاذ العلماء میں جو صبر وضبط اور ہمت وحوصلہ دیکھا اس سے اکابر کی یاد تازہ ہوگئی۔بجائے اس کے کہ کوئی انہیں صبر کی تلقین کرے وہ خود دوسروں کو صبر وضبط کی تلقین کر رہے تھے۔ہاں! ترس تو امام احمد رضا اکیڈمی کے در و دیوار پر آرہا تھا۔جو زبان حال سے کہہ رہی تھیں۔ع

اٹھ مرے دھوم مچانے والے

ایسا لگ رہا تھا جیسے انہیں بھی کوئی تسلّی دے رہا ہو کہ ؎

آنکھیں رو رو کے سُجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

مولیٰ کریم مولانا منیف رضا برکاتی مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے ،حضرت استاذ العلماء اور ان کے اہل خانہ

تجلیات نعت ومنقبت

کوصبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

منقبت درشان خواجہ شاہ رحمت اللہ نائب رسول واماں جان

رحمۃ اللہ علیہا، رحمت آباد شریف آندھرا پردیش

از:-مفتی محمد معین الدین خان برکاتی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام

خواجۂ خواجگاں نائب مصطفیٰ — آیتِ کبریا نائب مصطفیٰ
سایۂ اصطفا نائب مصطفیٰ — ظل شاہ ھُدیٰ نائب مصطفیٰ
زور حیدر علی رحمت اللہ ولی — نازشِ فاطمہ نائب مصطفیٰ
کفر وظلمت کدہ میں اجالا کیا — مصطفیٰ کی عطا نائب مصطفیٰ
صدہا گم گشتہ لوگوں کو منزل ملی — ایسے ہو رہنما نائب مصطفیٰ
نامرادوں کو تم سے مرادیں ملیں — ہو ولی خدا نائب مصطفیٰ
لاکھوں بیمار چوکھٹ پہ آئے تری — پائی سب نے شفا نائب مصطفیٰ
لاعلاجوں نے امّاں سے پائی شفا — ہاں بحکم خدا نائب مصطفیٰ
سیکڑوں رارایہ مسحور مفلوج کا — کیا میلہ لگا نائب مصطفیٰ
ظاہری باطنی مرض کے دوطبیب — ہیں حبیب النسا، نائب مصطفیٰ
ہیں معالج بھی خود تیرے زیرِ علاج — در ہے دار الشفا نائب مصطفیٰ
تم سے خیرات دارین کی ملتی ہے — اے مرے مقتدا نائب مصطفیٰ
امّاں جاں کو خدا نے وہ رتبہ دیا — ہیں وہ مشکل کشا نائب مصطفیٰ
عکس خاتون جنت ہے ان کا وجود — شاہد اس پر جہاں نائب مصطفیٰ
بن کے سائل ترے در پہ ہم آئے ہیں — بھرنا دامن مرا نائب مصطفیٰ
میرے منظر کے احباب جو آئے ہیں — سب یہ کرنا دیا نائب مصطفیٰ
جن عزیزوں نے مجھ سے دعا کو کہا — کرنا ان پہ عطا نائب مصطفیٰ
خوش ادا تیرے سجادہ پاشا حفیظ — ان کو نائب بنا نائب مصطفیٰ
ان کے حاسد ہوں ناکام اور نامراد — جانشیں شادماں نائب مصطفیٰ
آل واولاد سب ان کی پھولیں پھلیں — دین ہو مشغلہ نائب مصطفیٰ
تیری روحانی اولاد بیمار ہو؟ — امّی جاں! کب روا نائب مصطفیٰ
لوٹے گر کوئی مایوس دربار سے — کیا کہے گا جہاں نائب مصطفیٰ
اعلیٰ حضرت کا ادنیٰ بھکاری ہے یہ — تیرے در پہ کھڑا نائب مصطفیٰ

بگڑتا بھی کہیں ہے کچھ غلام اعلیٰ حضرت کا؟

نتیجہ فکر:-قاری محمد رضوان قادری پورنپوری، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام وخطیب وامام رضا مسجد بریلی شریف

قمر نے نور پایا ہے تمہارے عکس طلعت کا
تمہیں نے آکے چمکایا چمن باغ رسالت کا
بھرم کچھ رکھ لیا جائے ہماری بھی محبت کا
کہ برسوں سے ہے کوئی منتظر چشمِ عنایت کا
بجز میں آپ کے کس کو سناؤں درد فرقت کا
تڑپتے دل پہ بس تم ہی رکھوگے دست شفقت کا
انہیں کی روشنی میں یہ گزاری زندگی میں نے
فنا کے بعد بھی دیکھا ہے جلوہ ان کی طلعت کا

(باقی صفحہ ۴۰؍ پر)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے فتویٰ ءکفر کی زد میں

از:۔میثم عباس قادری رضوی

کردوبرکاتی پر کیمیائی نظر اور مرض کی دوا نائب مصطفیٰ

نومولود دیوبندی فرقہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''جوشخص ''علمِ غیب بلاواسطہ'' کا قائل ہے تو وہ ''کافر'' ہے،اور جو ''علم بواسطہ'' کا قائل ہو یعنی خدا کی عطا کے واسطہ کا وہ ''کافر نہیں''۔ اگر چہ وہ ''علم محیط''، ہی کا قائل ہو۔گو یہ اعتقاد ''کذب'' تو ہے مگر ہر کذب تو ''کفر'' نہیں۔''

(الافاضات الیومیہ، جلد۸صفحہ ۸۳، ناشر المکتبہ الاشرفیہ،جامعہ اشرفیہ،فیروز پور روڈ،لاہور)

تھانوی صاحب کے پیش کیے گئے اس اقتباس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ انہوں نے علم محیط بواسطہ (عطائی) کے قائل کو مشرک قرار نہیں دیا۔یعنی تھانوی صاحب کے بقول علمِ غیبِ محیط بواسطہ (عطائی) کا عقیدہ رکھنا کِذب (جھوٹ) ہے لیکن کفر نہیں۔

دوسری طرف ''مناظرۂ بہاولپور'' میں عالمِ اہلِ سنت حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں عبرتناک شکست کھا کر وہاں سے فرار ہونے والے دیوبندیوں کے خود ساختہ ''تاج المحدثین'' اور ''سراج المناظرین'' مولوی خلیل احمد سہارنپوری نے لکھا ہے:

''جیسے ''علم بالذات'' خداوند جلّ وعلا کی صفت ہے،اسی طرح ''علمِ محیط'' بھی خداوند علام الغیوب جلا وعلا کی ''صفتِ خاص'' ہے۔ ''ان اللہ بکل شئی محیط''۔''صفتِ الٰہیہ'' کا کسی دوسرے میں اعتقاد کرنا اسی کا نام ''شرک'' ہے پس جو شخص کہ یہ اعتقاد کرتا ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''باعطاءِ الٰہی'' ہر جگہ حاضر وناظر ہیں تو گویا ''علمِ ذاتی'' کا تو اعتقاد نہیں، لیکن ''علمِ محیط'' کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اعتقاد ہے،اور یہ ایسا ہی ''شرک'' ہے جیسا کہ ''علمِ ذاتی'' کا اعتقاد کرنا ''شرک'' ہے۔''

(فتاویٰ خلیلیہ، صفحہ ۳۲۸، ناشر مکتبۃ الشیخ ۳۶/۴۷ ۳ بہادر آباد، کراچی)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی صاحب کے پیش کیے گئے اس فتویٰ سے ثابت ہوا کہ جس طرح غیرِ خدا کے لیے ''علمِ غیبِ ذاتی'' کا عقیدہ رکھنا اس وجہ سے ''شرک'' ہے کہ یہ خدا کی ''صفتِ خاص'' ہے۔ بالکل اِسی طرح غیرِ خدا کے لیے ''علمِ غیبِ محیط عطائی'' تسلیم کرنا بھی ''شرک'' ہے کیونکہ یہ بھی خدا کی ''صفتِ خاص'' ہے۔ پس ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کے مزعومہ حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے دیوبندی فرقہ ہی کے مولوی خلیل احمد سہارنپوری کے فتویٰ کی رو سے اللہ تعالیٰ کی ''صفتِ خاص'' میں ''شریک'' ٹھہرانے والے کو ''مشرک'' قرار نہ دے کر خود کافر و مشرک قرار پا گئے۔ اور تھانوی صاحب کے اس ''شرک'' پر اطلاع کے بعد جو دیوبندی ان کو ''مجدد''، اور ''حکیم الامت'' نہ سہی کم از کم مسلمان ہی سمجھے، وہ بھی انبیٹھوی صاحب کے فتویٰ شرک کی زد میں آتا ہے۔ یہ ہے علم غیبِ رسول سے دیوبندی فرقہ کے بُغض کا نتیجہ، کہ ''علمِ غیبِ رسول عطائی'' کے قائل کو مشرک قرار دینے کے لیے اپنے دھرم کے ''مجدد'' اور ''حکیم الامت'' کو بھی فتوی شرک کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اسے کہتے ہیں ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کسی دیوبندی میں ہمت ہے کہ ''تقویۃ الایمان'' کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کو انبیٹھوی صاحب کے فتویٰ کفر و شرک سے بچا سکے؟۔ (مسئلہ علمِ غیب پر دیوبندیوں کے آپس میں گتھم گتھا ہونے کا نظارہ دیکھنا ہو تو امام المناظرین مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلِ سنت فاتح مذاہبِ باطلہ حضرت علامہ مولانا ابو الفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابِ لاجواب ''اَلانوارُ الغَیبِیہ'' کا مطالعہ کریں، راقم الحروف نے اس کی تخریج مکمل کر لی ہے، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ''رسائلِ حشمت'' (۳ جلدیں، مرتبہ راقم) میں شامل ہوگی)

نوٹ:- اس کتاب کو مندرجہ ذیل خطوط پر مرتب کیا گیا ہے۔

۱۔ کتاب کا پہلا نثری پیرا حذف کر دیا گیا تھا۔

۲۔ تمام عناوین جو قدیم مطبوعہ نسخہ میں موجود ہیں حذف کر دیے گئے تھے۔

۳۔ کتاب میں جا بجا اغلاط کی موجودگی کے ساتھ بہت سے مقامات پر الفاظ اور کچھ اشعار بھی غائب ہیں۔

۴۔ مؤلف نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ کتاب میں نقل کیے گئے اکثر واقعات کے ماخذ کو علامت کے طور پر تحریر کیا ہے۔ مثلاً ''مواہبِ لدنیہ'' سے نقل کردہ واقعہ کے آخر میں ''ھب''، ''سیرت حلبی'' سے نقل کردہ واقعہ کے آخر میں ''حل''، ''مدارج النبوت'' سے نقل کردہ واقعہ کے آخر میں ''مج''، اور ''روضۃ الاحباب'' سے نقل کردہ واقعہ کے آخر میں ''ضـــہ'' لکھا ہے۔ لیکن سعیدی صاحب نے ان علاماتِ کتب کو ختم کر کے اس مقام پر کتاب کا مکمل نام لکھ دیا ہے جو کہ اصولی طور پر درست نہیں۔ راقم نے ان علامات کو باقی رکھا ہے اور ساتھ ڈبل قوسین میں (()) کتاب کا مکمل نام بھی درج کر دیا ہے۔

۵۔ کتاب کے آخر میں قریباً پانچ صفحات میں منظوم'' حلیۂ رسول''، ''اشعارِ دعائیہ'' اور ''خمسہٗ حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حقیر برغزلِ قُدسی'' کو بھی بغیر بتائے حذف کر دیا گیا ہے۔ اور انبیا و صحابہ کے اسمائے گرامی کے ساتھ سعیدی صاحب کی طرف سے

ووٹ ڈالنا ایک انتہائی سنجیدہ ذمہ داری

از: الحاج حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی، خطیب وامام مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی، پوسٹ: پارڈیہہ، مانگو، جمشید پور (جھارکھنڈ)

حضرت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

☆

ہمارے ملک ہندوستان میں عام انتخابات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ عام انتخابات کی تاریخوں کے اعلان کے بعد انتخابی مہم زور پکڑتی ہے اور قائدین اور عوام انتخابی جلسوں میں ایک دوسرے کے روبرو ہوتے ہیں۔ پارٹی قائدین یہ بتاتے ہیں کہ بحیثیت عوامی نمائندہ، وہ عوام کے لئے ان کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے، ہمہ جہتی ترقی کے لئے کس طرح کا منصوبہ رکھتے ہیں۔

ہر ووٹ کی اہمیت مسلم ہے رائے دہندوں کی جانب سے حقِ رائے دہی سے استفادہ کرنے سے قبل اپنی پسند کے امیدوار کو چننے کا بھرپور موقع ملتا ہے۔ جمہوریت میں ووٹر ایک اہم مقام رکھتا ہے اور ہر ووٹ کی اہمیت مسلّم ہے۔ ۱۹۵۱ء میں نافذ ہونے والے قانون کے مطابق حق رائے دہی سے فائدہ کی عمر ۲۱رسال تھی جو بعد میں ۱۹۸۸ء میں ۱۸رسال مقرر کردی گئی۔ ہر وہ فرد جس کی عمر ۱۸رسال ہوجائے اس کو چاہئے کہ وہ بحیثیت ووٹر (رائے دہندہ) اپنے نام کا اندراج کرائے اور انتخابات میں اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرے۔

آزاد ہندوستان میں کئی مرتبہ انتخابات کے موقع پر جو ووٹ ڈالنے بوتھ پر گئے یا جو نہیں بھی گئے، جو فاتح بن کر ابھرے یا جنھوں نے شکست کھائی سبھی نے یعنی جیتنے والے، ہارنے والے نے ووٹ ڈالنے کے حق کو ہمیشہ ایک فریضہ کے طور پر دیکھا ہے۔ انتخابی مہم کے دوران سیاسی پارٹیوں کی جانب سے ایک دوسرے کے خلاف الزامات اور جوابی الزامات کا سلسلہ چل پڑتا ہے اور تنگ نظری، فرقہ پرستی کی بھی کچھ مثالیں دی جاسکتی ہیں (جواب بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے) لیکن ہماری وسیع قومی یکجہتی، ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ، بلا لحاظ مذہب، رنگ ونسل، ہمارا جذبہ اخوت اس پر غالب ہے۔ انتخابی نتائج کے اعلان کے بعد ہار کو خندہ پیشانی سے قبول کرلیا جاتا ہے اور عوام کے فیصلہ کو ماننا ضروری ہوتا ہے۔

لوک سبھا اور اسمبلی کے انتخابات کے انعقاد کی تمام تر ذمہ داری، ہدایت، کنٹرول، طریقہ کار وغیرہ کی صورت میں الیکشن کمیشن آف انڈیا کے متعین قانون کے مطابق کوئی بھی شہری ایک سے زائد حلقوں میں اپنا نام اندراج بطور رائے دہندہ نہیں کرا سکتا۔ ایسی صورت میں الیکشن کمیشن کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس طرح کے ناموں کو کاٹ دے۔ انتخابات میں کرپشن کو روکنا الیکشن کمیشن کی ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ انتخابات کے آزادانہ اور شفاف انعقاد کے لئے عوام کو بھی اپنی ذمہ داری نبھانی ہوتی ہے اور انھیں بھی تعاون دینا ہوتا ہے۔

سیاست میں داخل ہونے والے افراد کی فطرت بھی اقتصادی ترقی کی رفتار کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ سیاسی طاقت اور اثر ورسوخ کی حصولی ہر نظر کے ساتھ انتخابات میں مقابلہ کرنے والے امیدواروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ سیاسی طاقت وقوت حاصل کرنے کے لئے، وہ ووٹر کو ایک قیمت دینے میں

پس وپیش نہیں کر رہے ہیں۔ امیدوار کھلے عام یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ایک اسمبلی سیٹ کے لئے ایک کروڑ، لوک سبھا سیٹ کے لئے دس کروڑ سے زائد انتخابی خرچہ آتا ہے۔ اور روز بروز اس پر خرچ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امیدوار ووٹوں کی خریدداری پر محض مہم سے زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ میڈیا کی اطلاعات کے مطابق، امیدواروں نے گزشتہ انتخابات کے دوران ایک ووٹ کے ۵۰۰/سو تا ایک ہزار روپیوں کی ادائیگی کی تھی۔ جب ایک امیدوار ووٹ کو خریدنے کی پیشکش کرتا ہے اور ووٹر اس کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو کیا ووٹ کی اس اہمیت یا قیمت کی بات کی جاسکتی ہے۔ ایک ووٹ کے لئے جو بھی قیمت پیش کی جاتی ہے کیا یہی اس کی قیمت ہے۔ کنڈیڈیٹ ووٹ کی خریدداری کے لئے بھاری رقومات خرچ کر رہے ہیں۔ کیا کوئی بدلے میں کسی چیز کی امید کئے بنا روپیہ خرچ کرتا ہے۔ (ظاہر ہے نہ میں جواب ہوگا) انتخابی امیدوار ووٹ کی خریدداری پر بھاری رقمیں اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ وہ ہر حال میں جیت کر وہ سیاسی قوت وطاقت حاصل کریں جس سے سیاست میں مشغول ہو کر خرچ کردہ روپیہ سے کہیں زیادہ کمائیں اور اپنی تجوریوں کو بھریں۔ ہم دال، نمک، تیل، بس ٹکٹ، ریل ٹکٹ وغیرہ خریدتے وقت اور دوسری چیزیں خریدتے وقت ٹیکس ادا کرتے ہیں تاکہ ریاستی اور مرکزی حکومت ٹیکسوں کی آمدنی سے ترقی کریں۔

اگر ہم ووٹ ڈالنے کے لئے روپے قبول کرتے ہیں تو ہم اپنا مستقبل رہن (گروی) رکھ دیتے ہیں۔ جمہوریت میں ووٹ ایک اہم حیثیت ہی نہیں رکھتا بلکہ ایک زبردست طاقت بھی رکھتا ہے۔ ۱۹۹۶ء میں صرف ۱۷/ووٹوں کی اکثریت سے گجرات میں وڈورا سے لوک سبھا کے لئے ایک نوجوان نے جیت حاصل کی اور اسی طرح ۱۹۸۹ء میں بھی صرف ۹/ووٹوں سے کنڈیڈیٹ کو آندھرا پردیش میں انکا پلی سے لوک سبھا کے لئے منتخب کیا گیا۔ دہلی میں مشہور فلمی اداکار راجیش کھنہ سے مشہور بی جے پی لیڈر لال کرشن اڈوانی نے صرف ۵۲/ووٹوں سے جیت حاصل کی تھی۔ ابھی موجودہ ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۴ء میں مہاراشٹر کے الیکشن میں ۹/مسلم امیدوار صرف ایک ہزار یا اس سے کم کے فاصلے سے ہار گئے اور بی جے پی کے ۱۴/کنڈیڈیٹس نے صرف ساڑھے چار فیصد زیادہ ووٹ ملنے پر جیت حاصل کی۔

ووٹنگ کے دن کو پکنک ڈے (Picnic Day) نہ بنائیں اپنے ملک، اپنی ریاست کی بقا کے لئے ووٹنگ کے دن کو یومِ جمہوریت کی طرح منائیں اور ایسے خواہشمندوں کے حق میں ووٹ ڈالیں جو دولت بٹورنے کی غرض سے نہیں بلکہ خدمات انجام دینے کے لئے آگے آتے ہیں۔ اپنے قیمتی ووٹ کا استعمال کریں اور انھیں کامیاب کرنے کی کوشش کریں۔ ووٹ کا استعمال ہمارا سنجیدہ فریضہ ہے۔ بہ صورت دیگر ہم جمہوری نظام کی طاقت سے محروم ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں اگر کثرت میں وحدت کی شان کہیں دکھائی دیتی ہے تو وہ ہمارا ملک ہندوستان ہے۔ ہمارا بھائی چارہ، ہماری رواداری، ہماری قومی یکجہتی ہمارا طرہ امتیاز ہے۔ دعا ہے اسے کسی کی نظر نہ لگے۔ اس کی برقراری کے لئے ہندوستانی عوام جدوجہد کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے اور جمہوری نظام کے لئے ووٹنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں گے تاکہ ہر طرف امن وسکون کا بول بالا ہو۔ بقول نیلسن منڈیلا ''امن کا مطلب صرف لڑائی ختم ہو جانا نہیں ہے۔ امن تب ہوتا ہے جب سب خوشحال ہوں، بھلے ہی وہ کسی بھی ذات، مذہب، ملک، جنس اور سماج کے ہوں''۔ ہم اس بات کی پرزور کوشش کریں کہ ووٹ ضرور ڈالیں اور ووٹ کا فیصد

بڑھائیں۔ پورا کارپوریٹ جگت اس مہم میں لگا ہے اور کیوں لگا ہے یہ اہلِ شعور سے چھپا نہیں ہے اور اس کا فائدہ کس کو مل رہا ہے آپ کے سامنے ہے۔

جمہوری ملک میں ''ووٹ'' ڈالنے کا دن عید کا دن ہے: جس طرح ہر قوم اپنے اپنے تہواروں میں خوشیاں مناتی ہیں اسی طرح ملک کے ہر باشندے کو جمہوریت کی اس خوشی میں شامل ہونا چاہیئے۔ یہ بات بہت اہم ہے کہ آپ اپنے اس حق کا استعمال اپنی مرضی و ہوش مندی سے کریں بغیر کسی ڈر و لالچ کے تاکہ حکومت بننے میں آپ کی حق رائے دہندگی شامل ہو جیسا کہ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ کتنے کم ووٹوں سے ہار جیت ہوئی ہے، اتر پردیش کے پچھلے اسمبلی کے الیکشن میں سماج وادی پارٹی کے ۷۰ ایم. ایل. اے ۵۰۰/ یا ۱۰۰۰ ووٹوں کے فرق سے ہار گئے تھے اور ۱۶/ ایم. ایل. اے ۵۰۰۰/ سے کم ووٹوں کے فرق سے ہار گئے تھے۔

(حوالہ نارائن دت ترپاٹھی سابق بی بی سی رپورٹر، پروگرام یوپی کا مہابھارت این. ڈی. ٹی. وی)۔

سیکولر (Secular) ووٹوں کی تقسیم، سخت گیر عناصر کی چاندی: الیکشن کا اعلان ہوتے ہی ان گنت پارٹیاں سامنے آجاتی ہیں اور سب کی سب غریبوں و مسلمانوں کی فلاح کا دم بھرتی ہیں لیکن ایسا ہے نہیں ایسی پارٹیوں اور ضمیر فروشوں کو ووٹ بانٹنے کے لیے کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ جو سخت گیر تنظیمیں کام کر رہی ہیں ان کا مقصد پورا ہو جائے۔ الیکشن کی تاریخوں کا اعلان ہوتے ہی سیاسی حرارت (Tempreture) ساتویں آسمان پر ہے غور کریں کہ اتر پردیش میں ۲۲/ سیٹوں پر مسلمانوں کے ۲۰/ فی صد سے زائد ووٹرس ہیں اور ۶۰/ سیٹوں پر ۳۰/ فی صد سے زائد ووٹرس ہیں ایک درجن سیٹوں پر تو ان کی آبادی ۴۰/ سے ۵۲ فی صد تک ہے اس وقت اتر پردیش میں چھوٹی بڑی پارٹیوں کو ملا کر ۱۰۰/ سے زیادہ پارٹیاں سرگرم عمل ہیں۔ جس میں سب اہم تین چار پارٹیاں ہی ہیں سماج وادی پارٹی، جس میں گھمسان مچا ہوا ہے۔ بہوجن سماج پارٹی، کانگریس اور بی، جے، پی ہے۔ بی. جے. پی تو کھلم کھلا ہندوؤں کے ووٹ کو ایک جٹ کرنے میں لگی ہوئی ہے اس کے لیے وہ کروڑوں روپے خرچ کر کے ریلیاں کرا رہی ہے اور سوشل میڈیا (Social Media) جو اس زمانے کا سپریم پاور ہے اس کا استعمال زبردست طرح سے کر رہی ہے۔ بی. جے. پی کے یوپی کے ہیڈ کوارٹر میں پورسیل بنا کر سیکڑوں کمپیوٹر اور ٹرینڈ لوگوں کی مدد سے نان اسٹاپ ۲۴/ گھنٹے کام کر رہی ہے۔ این. ڈی. ٹی. وی کے رپورٹر کمال خان کے مطابق ۸۰۰۰/ سے زیادہ (Whatsapp Group, Twitter, Instagram, You Tube, Telegram) وغیرہ وغیرہ کے ذریعہ زبردست پرچار کر رہی ہے جس طرح اس پچھلے پارلیمینٹ الیکشن میں کیا تھا اس الیکشن میں اس سے زیادہ تیاری و طاقت سے لگی ہوئی ہے اور لاکھ کے قریب راشٹریہ سویم سیوکوں کو ڈور ٹو ڈور (Door to Door) کنویسنگ کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ آپ کی باتیں جو مین اسٹریم میڈیا (Main Stream Media) میں جگہ نہیں پاسکتی ہیں اسے بڑی آسانی سے فیس بک، ٹیوٹر یا انسٹاگرام وغیرہ کے ذریعہ اپنے لوگوں تک اور پوری دنیا تک سیکنڈوں میں پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری بنتی ہے تمام وہم و گمان کو دل سے نکال کر خوب سوچ سمجھ کر ووٹنگ ضرور کریں اور اپنا حق اس کے ذریعہ لینے کی کوشش کریں۔ آیئے اپنے ملک، اپنی ریاست کے لئے دعا کریں کہ چارسو

مفتی اعظم ہند کی اصلاحی خدمات کا اجمالی جائزہ

از:-مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالیگاؤں انڈیا

امن وامان ہو، ترقی ہو، ہر شہری کو اس کا حق ملے اور زندگی خوشحال ہو۔ مسلمانوں کا بول بالا ہو۔ مسلمانوں کی عزت وآبرو محفوظ و مامون ہو۔

مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی (م۱۴۰۲ھ؍۱۹۸۱ء) عالم اسلام کے مرجع فتاویٰ تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح اور ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لئے انتھک جدوجہد کی۔ آپ کا دور بڑا لرزا خیز تھا۔ افق ہند پر کئی لادینی مذہبی اور سیاسی تحریکات سرگرم عمل تھیں جن کا نشانہ صرف مسلمان تھے، مشرکین کی کوشش یہ تھی کہ مسلمان شرکیہ رنگ میں رنگ جائیں اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں! مفتی اعظم ہند نے ایسی تحریکات کا سدباب قرطاس وقلم اور تبلیغ وارشاد سے کیا، جس کے اثرات پورے برصغیر پر اب تک محسوس کئے جاتے ہیں۔ آپ نے جن تحریکات کو انجام سے دوچار کیا اور ان کی سازشوں کو واشگاف کیا ان میں ''شدھی تحریک، خاکسار تحریک، کمیونزم (اشتراکیت)، بالشویک، نس بندی'' قابل ذکر ہیں بالخصوص شدھی تحریک کے فتنۂ ارتداد کو ختم کر کے ہزاروں مرتد ہو جانے والے افراد کو مسلمان کرنا ایک تاریخی کارنامہ ہے جسے ہندوستان کی تاریخ کا زرّیں باب کہا جا سکتا ہے۔ ان سطور میں راقم اصلاح معاشرہ کے موضوع پر مفتی اعظم ہند کی فکر کا اجمالی جائزہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

رد بدعات : مفتی اعظم ہند نے معاشرتی اصلاح کے لئے بدعات ومنکرات کا رد فرمایا، برصغیر کے عظیم اسلامی محقق ونقاد ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی رقم طراز ہیں: ''حضور مفتی اعظم نے عورتوں کی بے پردگی کی سخت مذمت کی ہے۔ انہیں مزارات پر جانے سے منع کیا ہے۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں کے میلے ٹھیلے، تقریبات میں شرکت، غیر مسلم کے لئے ایصال ثواب وغیرہ کی سختی سے تردید کی ہے۔ لہو ولعب، غیر اسلامی رسوم وغیرہ کی بھی تردید فرمائی ہے۔ غرضیکہ ہر غیر اسلامی رسم ورواج سے مسلمانوں کو روکا ہے۔''

سجدہ : مفتی اعظم ہند سے دریافت کیا گیا کہ زید کہتا ہے کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کعبہ میں جا کر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے فرمایا: ''یہ شخص جلد توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا جہت کعبہ میں سجدہ خدا کو کرتا ہے۔ کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے۔ ان کی پرستش وبندگی وعبادت کرتا ہے۔ کعبہ جا کر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پر محض افترا ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا یوں ہی وہاں جا کر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے۔ سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کے لئے ہوتا ہے۔''(۱)

مسلمان کو کافر کہنا: دریافت کیا گیا کہ مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کو کافر کہنا بہت سخت شدید جرم عظیم ہے۔ خود اپنے اوپر بے وجہ کی تکفیر عود کرتی ہے۔''(۲)

اللہ عزوجل کو ''خدا'' کہنا: دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں؟ تو فرمایا: ''اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور سلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام

مسلمانوں میں بلانکیر اطلاق ہوتا ہے۔اور وہ اصل میں ''خودآ'' ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کئے موجود نہ ہوا ہو۔اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔''(۳)

اللہ عزوجل کو ''اللہ میاں'' کہنا: اس مسئلے میں کہ اللہ عزوجل کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں؟ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے تحریر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل، اللہ عز جلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ عزشانہ، یا جل شانہ وغیرہ کہنا چاہئے۔عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔اس سے انھیں احتراز کرنا چاہئے۔تفصیل کے لئے احکام شریعت دیکھیں۔اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے۔گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے۔اس کی شان و عزت کے لائق نہیں۔''(۴)

آج کل جاہل تو جاہل اہل علم کہے جانے والے افراد بھی اس میں مبتلا ہیں کہ اللہ عزوجل کو''اللہ میاں'' کہتے ہیں۔ضروری ہے کہ احتیاط برتا جائے۔

کفار کے میلوں میں شرکت: اس مسئلہ میں کہ ہنود کے میلوں میں جہاں مراسم کفریہ و شرکیہ کے علاوہ ہر قسم کے ناچ تماشے اور دیگر لہو ولعب ہوتے ہیں، مسلمانوں کا بحیثیت تماشائی یا بغرض خرید و فروخت شریک ہونا کیسا ہے؟......حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے تحریر فرمایا: ''ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام حرام اشد حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے۔حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم'' آگے مزید لکھتے ہیں: ''ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان نکاح لازم۔جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انھیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہئے۔اول تو جانا ہی نہ چاہئے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ ان سے ان کے مجمع میں اضافہ ہو کر اس کی شوکت نہ ہو۔ان کی دوکانوں سے اس کی زینت نہ ہو۔ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو۔مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر کا ہو۔محل لعنت سے یوں بھی تو بچنا ضرور ہے اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل علیحدہ جہاں سے ان کی کفری باتیں دیکھ سن نہ سکیں راہ میں رہیں مقصد تجارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے راہ میں خریدیں گے نہ خریدنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔آج کل تو یہ نری ہوس خام ہے۔''(۵)

ٹائی باندھنا: ''ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بدانجام ہے نہایت بدکام ہے وہ کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والاکرام ہے۔ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے سولی دیے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جانے کی۔والعیاذ باللہ تعالیٰ ہر نصرانی یوں ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے ہر ٹوپ میں نشان صلیب رکھتا ہے جسے کراس مارک کہتا ہے۔ٹائی کی طرح یہ کراس مارک بھی رد قرآن ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔کہ قرآن فرماتا ہے۔مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ یہود نے نہ عیسیٰ مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی۔''(۶)

مرد کو مہندی لگانا: دولہا کو مہندی لگانا کیسا ہے، اس سوال کے جواب میں فرمایا: ''مرد کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا ناجائز ہے۔''(۷)

مرد کے لئے انگوٹھی کی مقدار: حضور مفتی اعظم قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''سونے کی انگشتری مرد کے لئے جائز نہیں چاندی کی انگشتری ایک نگ کی۔نگ جس قدر بھی قیمتی ہو ساڑھے چار ماشہ سے کم کی مرد کو پہننی جائز ہے۔''(۸)

میت کا کھانا: اس سوال پر کہ بعض کہتے ہیں تیجے یعنی سوئم کے چنے چبانے سے قلب سیاہ ہوجاتا ہے اور میت کی فاتحہ کا کھانا کھانے سے قلب سیاہ ہوجاتا ہے، ارشاد فرمایا......غلط ہے۔ ہاں اغنیا کو کھانا نہیں چاہئے کہ قلب میں اس سے قساوت (سختی) پیدا ہوتی ہے۔(۹) میت کا کھانا محتاج، مسکین اور غربا کے لیے ہے۔ فی زمانہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اصحاب ثروت بھی میت کے کھانے میں شریک ہوجاتے ہیں اور جن کا اس پر حق ہے انھیں پوچھا نہیں جاتا۔ اس بارے میں توجہ درکار ہے کہ حق حقدار کو ملے۔

پیر سے پردہ: موجودہ دور میں بہت سے پیر ایسے ملیں گے جو بے پردہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں اور عورتیں بھی پردے کا اہتمام نہیں کرتیں۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں: ''عورت پر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ پیر، استاد محرم نہیں ہوتا محض اجنبی ہے جو بزرگان دین ہیں وہ پردہ کو لازم ہی جانتے ہیں۔ شرعاً اجانب (غیر محرم) سے پردہ لازم۔ ملاعلی قاری کی مسلک متقسط میں ہے۔ فرماتے ہیں ستر الوجه عن الا جانب واجب علی المرأة جو عورتیں خود بے پردہ پھرتی ہیں ان کو ہدایت کرنا پیر کا کام ہے اگر وہ پردہ نہ کریں خود سامنے آئیں اور ان کی طرف دوسری نگاہ قصدی نہ ڈالی جائے تو اس پر الزام نہیں۔ بزرگان دین عورت کی آواز کو بھی عورت بتاتے ہیں اور اس کی آواز بھی سننا جائز نہیں۔'' (۱۰) ایک مقام پر فرماتے ہیں: ''بیشک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہوجاتا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کرامت کا پیر کون ہوگا وہ یقیناً ابوالروح ہوتا ہے۔ اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہوجایا کرتا تو چاہئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہوسکتا۔'' (۱۱)

سجدۂ تعظیمی اور قوالی مع مزامیر: سجدۂ تعظیمی اور مزامیر کے ساتھ قوالی کے متعلق حضور مفتی اعظم قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''قوالی مع مزامیر ہمارے نزدیک ضرور حرام و ناجائز و گناہ ہے اور سجدۂ تعظیمی بھی ایسا ہی۔ ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے اگر چہ وہ لائق التفات نہیں۔''

(۱۲) سوال کیا گیا کہ زید کہتا ہے کہ صوفیوں کو مزامیر کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے اور بکر اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی کتاب احکام شریعت حصہ اول کے حوالے سے مزامیر کے ساتھ قوالی کو ہر شخص کے لئے ناجائز کہتا ہے۔ حضور مفتی اعظم نے جواب عنایت فرمایا کہ بکر کا قول صواب وصحیح ہے اور قول زید محض باطل وقبیح وفضیح۔(۱۳)

غلط روایات کی تردید: روایاتِ میلاد کے حوالے سے حضور مفتی اعظم قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''وہ لوگ جو من گڑھت موضوعات بکتے ہیں اگر چہ وہ اپنے آپ کو عالم بتائیں ہرگز منبر کے مستحق نہیں نہ وہ ان کی روایاتِ کاذبہ کا ذکر نہ ان کا سننا جائز......وہ ذاکرین جو سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہوں اور کتب معتبرہ مستندہ سے روایات صحیحہ مقبولہ ومعتمدہ پڑھیں وہ علما کے اس وقت نائب ہیں انھیں منبر پر بیٹھانے میں حرج نہیں ذکر پاک کے آداب کے خلاف کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔'' (۱۴)

دریافت کیا گیا کہ شہادت نامہ، جنگ نامہ، نور نامہ، داستان امیر حمزہ پڑھنا درست ہے یا نہیں تو حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے فرمایا: ''شہادت نامہ جس میں تمام تر صحیح صحیح روایات ہوں اس کا پڑھنا اچھا ہے جیسے آئینۂ قیامت اور جو غلط و باطل روایات پر مشتمل

ہواس کا پڑھنا سخت برا اور ناجائز ہے۔ جنگ نامہ، نور نامہ دیکھا نہیں وہ اگر غلط روایات پر مشتمل ہوں تو ان کا حکم یہی ہے کہ ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ داستان امیر حمزہ از سرتاپا کذب و بہتان افترا و طوفان محض دروغ بے فروغ ہے اور اتنا ہی نہیں چوں کہ اس کا مصنف رافضی تھا اس میں جابجا صحابۂ کرام پر تبرا ہے اس کا پڑھنا حرام حرام حرام ہے۔"(۱۵)

منت کی چوٹی: اس مسئلہ میں کہ زید منت مانتا ہے کہ میرا لڑکا آٹھ سال کا ہو گیا تو فلاں بزرگ کا مرغا چڑھاؤں گا اب منت کی تاریخ سے بچے کے سر پر چوٹی رکھتا ہے...... اس پر حضور مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا: "چوٹی لڑکے کے سر پر رکھنا ناجائز ہے۔"(۱۶)

تصویر کشی : ایک سوال کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں: جاندار کا فوٹو کھینچنا کھنچوانا حرام ہے..... تصویر کشی بے شک ناجائز ہے......(۱۷)

اس نوع کے مضامین تحقیق کئے جائیں تو بکثرت ملیں گے لیکن اختصار کے پیش نظر اتنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، ضرورت ان پر عمل کی ہے۔

مصادر:

(۱) محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم: فتاویٰ مصطفویہ، طبع رضا اکیڈمی ممبئی، ص۵۳۴ (۲) ایضاً ص۳۱ (۳) ایضاً ص۳۱ (۴) ایضاً ص۳۱۔۳۲ (۵) ایضاً ص۹۶۔۹۷ (۶) ایضاً ص۵۲۶ (۷) ایضاً ص۴۵۲ (۸) ایضاً ص۴۵۲ (۹) ایضاً ص۴۵۳ (۱۰) ایضاً ص۴۹۰ (۱۱) ایضاً ص۶۳۶ (۱۲) ایضاً ص۴۵۶ (۱۳) ایضاً ص۶۳۱ (۱۴) ایضاً ص۴۳۷ (۱۵) ایضاً ص۵۲۶ (۱۶) ایضاً

صفحہ ۳۱ رکا باقی.................

جب ان کی یاد آئی تو سجا لیں محفلیں ہم نے
وگرنہ حال کیا تھا کیا بتائیں اپنی خلوت کا
تپ ہجراں نے ایسی آگ پھونکی ہے مرے دل میں
کہ شعلہ بھڑکا سا لگتا ہے اب کچھ اور فرقت کا
چھلک پڑتے ہیں آنسو بے بسی میں حال غربت پر
ارادہ جب بھی کرتا ہوں میں طیبہ کی مسافت کا
تصور میں نبی کے شہر کے منظر جو آ جائیں
مزہ کچھ اور ہی بڑھ جاتا ہے طیبہ کی چاہت کا
نجوم و شمس آجاؤ قلم میں میرے گھر کر لو
میں لکھنا چاہتا ہوں ایک مصرع ان کی مدحت کا
انہیں کی شان کے جلوے نظر آئیں گے محشر میں
انہیں کے سر پہ رکھا جائے گا سہرا شفاعت کا
صفیں باندھے کھڑے ہیں انبیاء بیت المقدس میں
مصلّٰی بچھ رہا ہے با ادب ان کی امامت کا
فقیرانِ جہاں آؤ چلیں کچھ مانگ لیں چل کر
کھلا ہے آج بھی باب کرم ان کی سخاوت کا
میں ان سے دور ہوں لیکن میں ان کو یاد کرتا ہوں
انہیں معلوم ہے عالم میرے دل کی حقیقت کا
تمہارے نور کی بارش کی کچھ چھینٹے جو پڑ جائیں
تو دھل جائے ہر اک دھبّہ مرے دل کی کثافت کا
تو کیوں رضوانؔ گھبراتا ہے طوفان حوادث سے
بگڑتا بھی کہیں ہے کچھ غلام اعلیٰ حضرت کا

مفتی اشرف القادری کی رحلت ملت کیلئے عظیم سانحہ

از:-مولانا محمد ارشد رضا قمر اخلاقی امجدی، استاذ جامعہ سعدیہ عربیہ، کیرلا

ص ۴۶۷ (۱۷) ایضاً ص ۴۴۹۔۴۸۴

☆

ہندو نیپال کی سرحد پر واقع بستی "دینہی"، جو نیپال کے ضلع مہوتری کے تحت واقع ہے اس بستی میں اپنی زندگی کی اکثر یادوں کو چھوڑ کر آج بروز بدھ ۲۵ جنوری کو ملت کے ایک عظیم رہنما حضرت اشرف العلما شیخ طریقت مفتی اعظم نیپال الشاہ مفتی اشرف القادری تیغی علیہ الرحمہ دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۷۱ھ میں مذکورہ بستی میں ہوئی، آپکا خاندان آباواجداد سے معزز شمار کیا جاتا رہا ہے، حضرت مفتی اشرف القادری ایک منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے، لباس میں سادگی اور متانت ہوتی، آپ کو دیکھنے کے بعد عام آدمی کو آپکی علمی گیرائی کا احساس بھی نہیں ہوتا، ہمہ وقت ایک چٹائی اور اس پر ایک دری ہوتی جس پر آپ جلوہ بار رہا کرتے تھے اور اپنے مریدین، متوسلین کی فریاد سنتے انکی اصلاح فرماتے لباس ووضع میں ذرہ برابر بھی تصنع نہیں ہوتا، درس وتدریس، افتاوقضا، تصنیف وتالیف شعر وادب سے گہرا لگاؤ تھا، تاریخ وسیر، عقائد، فقہ، تفسیر، حدیث، عربی ادب جیسے علوم فنون میں اپنی یادگار تصنیفیں قوم وملت کے حوالہ کیں درس نظامی کی کئی اہم کتابوں کی مبسوط اور اہم شرحیں تصنیف فرمائیں، ان میں جماعت فضلیت کی فن تفسیر کی مشہور کتاب "تفسیر بیضاوی" کی شرح "الفیض السماوی"، عقائد کی معرکۃ الآرا کتاب "شرح عقائد" کی شرح "الشرح النوری"، فن مناظرہ کی واحد شامل درسی کتاب "مناظرہ رشیدیہ" کا ایک خلاصہ، اور شرح الوقایہ کی شرح شامل ہیں مکمل ۳۳ر کتابیں آپنے تصنیف فرمائیں، پورے ملک نیپال میں اتنی کثیر اور گراں قدر تصنیفات آپکے علاوہ کسی دوسری شخصیت کے نام نہیں ملتیں، حالانکہ آپ کافی مصروف زندگی گزارتے تھے، تبلیغ ورشدوہدایت کا سلسلہ بھی موقوف نہیں ہوتا، افتا وقضا کی اہم ذمہ داری بھی بخوبی انجام دیتے تقریباً ایک ہزار سے زائد فتاوے آپ نے رقم کئے، آپ علمی حلقہ میں اپنے تبحر علمی، دقیقہ سنجی کے سبب "اشرف العلما"، "بدر الافاضل" جیسے اعلی القابات سے متعارف تھے، آپ مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے بیعت رکھتے تھے، اور سلسلہ تیغیہ کے مشہور بزرگ حضرت جلالۃ الارشاد صوفی نمازی تیغی علیہ الرحمہ سے خلافت واجازت حاصل تھی، آپ بیعت و ارشاد سلسلہ تیغیہ میں کیا کرتے تھے، آپکی ہی کوششوں سے نیپال اور اس کے قرب جوار میں سلسلہ آبادانیہ فریدیہ تیغیہ کا فروغ ہوا۔

تعلیم: درس نظامی کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم سیتامڑھی کی ایک معروف بستی "باڑا" کے مدرسہ شمس العلوم میں حضرت **محدث جلیل علامہ الیاس رضوی تیغی رحمہ اللہ علیہ (برادا کبر حضرت شیخ طریقت**

طبیب ملت حافظ اخلاق احمد نوری یوسفی تیغی کھرساہا شریف وخلیفہ اول حضرت جلالۃ المشائخ صوفی شاہ یوسف تیغی علیہ الرحمہ) کے زیر سایہ کرم ہوئی چونکہ حضرت محدث جلیل بھی ایک صوفی اور شیخ طریقت تھے اس لئے آپ اپنے اس شاگرد رشید کو علم ظاہری کے علاوہ علم باطنی کی بھی تعلیم دیتے رہے، حضرت اشرف العلما علیہ الرحمہ نے باڑا میں مکمل ۳ سال تک حضرت محدث جلیل علامہ الیاس رضوی تیغی علیہ الرحمہ سے استفادہ کیا۔ پھر مظفر پور، مقصود پور جامعہ قادریہ میں داخلہ لیا اور یہاں بھی ۳ر سالوں تک جید علمائے کرام سے اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے۔

درجات عالیہ کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارکپور حاضر ہوئے اور حضرت بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ سے تفسیر جلالین، حضرت قاضی شفیع احمد علیہ الرحمہ سے ملاحسن، اور شرح عقائد نسفی، حضرت علامہ ضیاء المصطفی قادری حفظہ اللہ سے مشکوۃ المصابیح مختصر المعانی، اور میر زاہد پڑھیں، اور حافظ ملت کی علمی مجلسوں سے خوب خوب استفادہ کیا، جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں مدت تعلیم ایک سال رہی، پھر اسکے بعد فضیلت کی تکمیل کیلئے جامعہ عربیہ سلطان پور، یوپی تشریف لائے اور یہاں بخاری شریف اور بیضاوی شریف وغیرہا کتابیں پڑھیں ۱۳۹۴ھ میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

میدان عمل : فراغت کے بعد نیپال کی ایک معیاری درسگاہ مدرسہ ''اصلاح المسلمین''، بھمر پورہ، میں استاد کی حیثیت سے تقرری ہوئی، یہاں مشکوۃ، ہدایہ، جلالین، تک درس دیا، پھر دار العلوم قادریہ رشیدیہ جلیشور، میں بحیثیت صدر المدرسین ومفتی تشریف لائے، اور یہاں طویل عرصہ تک اپنی اعلی خدمات سے طالبان علوم نبویہ کو خوب خوب سیراب کیا، بعدازاں، مظفر پور کی مشہور درسگاہ ''مدینۃ العلوم'' پھکولی تشریف لے گئے، ۱۴۱۶ھ تک اپنی گراں قدر تدریسی خدمات سے متلاشیان علوم نبویہ کی تشنگی بجھائی۔

خانقاہ تیغیہ ''نینہی'': درس وتدریس کے ان تمام ادوار میں آپ اپنی بے پناہ صلاحیت کے سبب قرب وجوار میں کافی مشہور ومقبول ہوئے، اور علمی حلقوں میں آپ کے کافی قدرداں ہوگئے، سینکڑوں کی تعداد میں تلامذہ، مریدین، متوسلین، کو فیض یاب کیا، اور رشد وہدایت کے سلسلہ کو مستقل طور پر انجام دینے کیلئے ''نینہی'' میں خانقاہ تیغیہ کی بنیاد ڈالی اور اسی خانقاہ کو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک مسند رشد وہدایت بنائے رکھا، آپ ایک شیخ کامل ہونے کی حیثیت سے بے شمار مسترشدین کیلئے مرجع عقیدت، اور باکمال مدرس ہونے کی حیثیت سے ہزاروں کی تعداد میں علما فقہا کے استاد، تصنیف وتالیف کے میدان کے ایک عظیم قلمکار تھے، اخلاق وکردار میں پوری زندگی دوسروں کیلئے نمونہ عمل رہے، ہر طرح کے اختلافی معاملات سے پہلوتہی کیئے رہتے، اپنے معاصر میں اپنی اعلی خدمات کے سبب ممتاز اور فائق تھے، آپکی زندگی کی نادر اور قیمتی تصنیفی خدمات سلسلہ تیغیہ میں آپ کی ذات کیلئے ہی مختص تھی، اپنے شیخ صوفی نمازی علیہ الرحمہ کی زندگی کو طریقت کے میدان میں اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور خانقاہ تیغیہ ''نینہی'' سے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے کثیر لوگوں کو سیراب کیا۔

سفر آخرت: زندگی کے اخیر ایام میں کئی ماہ بستر علالت پہ رہے، علاج ومعالجہ جاری رہا لیکن وصال حبیب یار کا وقت آچکا تھا، بالآخر علم وعمل کا یہ کوہ گراں، اپنی بے شمار انقلابی، تصنیفی، علمی یادوں کو

چھوڑ کر، بمطابق ۲۶ر ربیع الغوث ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۵ر جنوری ۲۰۱۷ءکولقاء حبیب یار کیلئے عازم سفر ہوا، آخری آرامگاہ ''بنیھی'' ہی میں واقع ہے نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علما،فقہا،صوفیا،شیوخ،اور عوام الناس نے شرکت کی، جنازہ کی اتنی بھیڑ اس قرب و جوار والوں نے آج تک نہیں دیکھی تھی، مجمع کی کثرت سے عوام وخواص انگشت بدنداں تھے، آپکے لائق و فائق شہزادہ خلف اکبر مولانا صدر عالم تیغی نے نماز جنازہ پڑھائی، پھر آپکے اس آبائی گاؤں میں سپرد خاک کیا گیا، آپ کی رحلت ملت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے جس سے پوری ملت غم واندوہ کے ماحول میں ہے، ہر آنکھ نم ہے کیوں کہ قوم نے اپنے ایک بہت بڑے رہنما کو کھو دیا ہے جس کی کمی ایک زمانے تک کھلتی رہے گی۔

دو ملاقاتوں کی یادگار باتیں: اس احقر کو حضرت اشرف العلما سے دو مرتبہ شرف لقا حاصل ہوا، ان دونوں ملاقاتوں میں جو باتیں میں نے محسوس کیں وہ یہ کہ اتنی بڑی شخصیت لیکن ذرہ برابر لباس و وضع میں تصنع نہیں گفتگو میں حلاوت اور آہستگی ہمہ وقت رہتی۔ پہلی ملاقات ۲۰۱۱ء میں والدمحترم حضرت شیخ طریقت مولانا حافظ اخلاق احمد نوری یوسفی تیغی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر کتاب کی اشاعت سے قبل انکی شخصیت پر تاثر کیلئے حاضر ہوا غالبا شام کا وقت تھا یادن کے ۴ر بج رہے تھے، میں نے کاپی دیتے ہوئے کہا حضرت یہ کاپی رکھ لیں میں آئندہ آکر لے جاؤنگا آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے جواب دیا حضرت وقت کی تنگی ہے اور مجھے گھر بھی واپس ہونا ہے، آپ نے فرمایا بابو! بس کچھ منٹ آپ ٹھہریں میں ابھی لکھ دیتا ہوں واقعی مشکل سے میں دس یا پندرہ منٹ وہاں رکا رہا آپ نے ایک صفحہ پر مشتمل شاندار تاثر لکھ کر مجھے عنایت فرما دیا، یہ کام اگر بہت کوئی مشکل نہیں تو بہت آسان بھی نہیں کیونکہ ان سے قبل میں اپنے علاقہ کے کئی ایک علما کے پاس تاثر کیلئے حاضر ہوا لیکن اکثر نے دو تین دن کے بعد فقط ۴ر یا ۵ر سطریں لکھ کر دیں۔

دوسری ملاقات ۲۰۱۴ء میں خانقاہ واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف کے صاحب سجادہ جامع طریقت حضرت طاہر ملت سید طاہر میاں کی معیت میں حاضری ہوئی شاید یہ گرمی کا موسم تھا آپ ایک بنیان اور تہبند میں ایک پرانی چٹائی اور بوسیدہ دری پر بیٹھے کچھ تحریر فرما رہے تھے، یہ بڑی روحانی ملاقات تھی، حضرت طاہر ملت سے شرف لقا حاصل کر کے آپ بیحد خوش ہوئے، حضرت اشرف العلما نے حضرت طاہر ملت کو اپنی کچھ تصنیفی یادگاریں بھی تحفہ میں عطا کیں، پھر ہم لوگ یہاں سے مظفر پور ریلوے اسٹیشن کیلئے روانہ ہو گئے۔

یہ ملاقات آج تک ہمیں باقاعدہ ذہن نشیں ہے ہماری حرماں نصیبی رہی کہ مزید شرف لقا حاصل نہیں کر سکا، بلکہ نماز جنازہ میں بھی شریک نہیں ہو سکا، کیونکہ یہ فقیر کیرلا جامعہ سعدیہ عربیہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہا ہے اور بعد مسافت کے سبب حاضر نہ ہو سکا، خیر مجھے امید ہیکہ رب تعالیٰ انکے در سے بٹنے والے فیوض و برکات سے مجھ گنہگار کو بھی فیض یاب کریگا، اور انکی روح کو شادمانی عطا کریگا یہ ناقصانہ تحریر انکی روح کیلئے میری طرف سے خراج عقیدت کی حیثیت سے ہے کہ اگر انکی ذات بالاشخصیت نے قبول کیا۔

نوٹ: اس مضمون کے سارے مواد احقر کے ذاتی معلومات اور مولانا

ماریشس میں عید میلاد النبی کے موقع پر

جلوس محمدی- میلاد مصطفیٰ کانفرنس

از: مولانا محمد قمر رضا بریلوی، خطیب سنی رضوی عیدگاہ شریف پورٹ لوئس ماریشس

محمد رضا مصباحی کی کتاب ''علمائے نیپال'' سے ماخوذ ہیں۔

☆

بزم میلا د نبی ہے ہر مسلماں شاد ہے
آمنہ کے لال پیارے مصطفیٰ کی یاد ہے

ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی تمام اہل ایماں، اہل محبت کے دل کے دریا میں عشق ومستی کی موجیں طغیانی لینے لگتی ہیں کیونکہ یہ مقدس مہینہ اپنے دامن میں رب کائنات کے اس محبوب حقیقی، امام الانبیاء، سرورکون مکاں، سید انس وجاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی کبھی نہ ختم ہونے والی نورانی وعرفانی یادیں رکھتا ہے جن کے صدقہ اللہ رب العزت نے تمام جہاں کے بگڑے نظاموں کو سدھارا، کائنات وجود کے الجھے ہوئے گیسوؤں کو سنوار، بزم کائنات کو سجایا، مظلوم ومقہور انسانیت کو بام عروج عطا کیا، بھٹکے ہوئے بندوں کو ہدایت کا نور عطا کیا۔ نہ صرف ہدایت کا نور عطا کیا بلکہ اس کو مقام ارفع تک پہونچایا کہ جس مقام کو دیکھ کر قدسیوں کو بھی رشک آنے لگا۔

اگر حقیقت الفت سے باخبر ہوتے
فرشتے آرزو کرتے کہ ہم بشر ہوتے

اللہ رب العزت نے اپنے نبی کی ولادت کا جشن منانے کا حکم دیا۔ اللہ رب العزت کے اسی حکم پر عمل کرتے ہوئے پوری دنیا کے اہل ایمان پورے ذوق وشوق کے ساتھ ربیع الاول کی آمد کے ساتھ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرنے لگتے ہیں۔ سرزمین ماریشس میں یہ بزرگوں کی برکت اور فیضان اعلیٰ حضرت ہے کہ یہاں کی ہر مسجد میں ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی بارہ دن تک مسلسل محافل ومجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ لہذا اسی طرح ہر روز بعد نماز عشاء یکم ربیع النورتا ۱۲ ربیع النور سنی رضوی مسجد عیدگاہ شریف پورٹ لوئس میں شہزادۂ علامہ ابراہیم خوشتر حضرت علامہ مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی قادری دام ظلہ العالی کی سرپرستی وصدارت میں مجالس ومحافل کا انعقاد ہوا۔ جس میں مسلسل بارہ دن فقیر راقم الحروف (محمد قمر رضا بریلوی) نے سیرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خطاب کیا۔ ۱۲ربیع النور کی مبارک رات میں سنی رضوی نگری پورٹ لوئس میں ''جلسۂ غسل موئے مبارک'' کا انعقاد ہوا۔ بعد نماز عشاء تلاوت کلام پاک سے محفل کا آغاز ہوا بعدہ نعت خوانی کا دور چلا۔ سرزمین ماریشس کے بہترین نعت خوان محترم مظفر صاحب اور نور صاحب نے کلام اعلیٰ حضرت اور کلام خوشتر سے محفل میں سرور ورقت کا ماحول پیدا کردیا۔ صاحب سجادہ کی معیت میں راقم الحروف ودیگر احباب جلسہ گاہ کی اوپری منزل پر واقع علامہ خوشتر سینٹرل لائبریری میں پہونچے

جہاں موئے مبارک رکھا ہوا تھاموئے مبارک کے باکس کو حضورصاحب سجادہ نے اپنے سر پراٹھایا قصیدہ بردہ شریف پڑھتے ہوئے موئے مبارک کومحفل میں لایا گیا۔راقم الحروف کوبھی موئے مبارک والے باکس کوسر پراٹھانے کا موقع نصیب ہوا۔جلسہ گاہ میں پہنچ کرموئے مبارک کےغسل کی رسم ادا کی گئی۔بعدہ راقم الحروف (محمد قمر رضا بریلوی) نے فضیلت موئے مبارک کے موضوع پر خطاب کیا۔اس کے بعدحضورصاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا محمد مسعوداظہرخوشترصدیقی قادری نے برکات موئے مبارک کےحوالہ سے خطاب فرمایااور ساتھ ہی ساتھ آپ نے یہ بھی بتایا کہ یہ موئے مبارک کس طرح قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ سے علامہ خوشتر تک پہونچا۔صلاۃ وسلام پڑھا گیااورحضورصاحب سجادہ کی دعاپرجلسہ کااختتام ہوا۔بعدہ لوگوں نے نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ قطاردرقطارموئے مبارک کی زیارت کی۔جلسہ کے اختتام کے بعدحضورصاحب سجادہ محترم عاصم صاحب کی گاڑی میں اگلی صبح ہونے والی کانفرنس کےاہتمام وانتظام دیکھنے کے لئےعیدگاہ شریف پہونچےاورتیاریوں کامعائنہ کیااس کے بعدکانفرنس میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت کےانتظامات کودیکھنے کے لئے جان محمد صاحب کے گیراج پہونچےاوروہاں چائے نوش فرمائی۔

۱۲ربیع النورشریف کی شب کے آخری پہر میں بوقت ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مزارخوشترذکرمنزل میں پروگرام کاانعقادہوا۔قصیدہ بردہ شریف،قصیدہ نور سے سامعین محظوظ ہوئے راقم الحروف نے ولادت رسول کے موضوع پرمختصرتقریر کی۔حضورصاحب سجادہ نے ذکرکرایا۔اللہ اللہ کی صدا سے ماحول پرنورہوگیا۔بعدہ صلاۃ وسلام ہوااورحضورصاحب سجادہ کی دعاپرپروگرام اختتام پذیرہوا۔

۱۲ربیع النورکی صبح ۹ بجےسنی رضوی نگری سےجلوس محمدی کا آغاز ہواجلوس کی قیادت حضورصاحب سجادہ فرمارہے تھے ماریشس کے مرکزی شہرپورٹ لوئس کےاس عظیم الشان جلوس کی ابتداء۱۹۸۳میں قطب ماریشس مبلغ عالم اسلام حضرت علامہ ابراہیم خوشترعلیہ الرحمہ تلمیذرشید شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام نے کی تھی۔عید میلادالنبی کےموقع پرماریشس کی تاریخ کا یہ پہلاجلوس تھا۔۱۹۸۳ء سے تاحیات ظاہری حضرت علامہ خوشترعلیہ الرحمہ نے اس جلوس کی قیادت فرمائی۔آپ کے وصال کے بعدجلوس کی قیادت آپ کے جانشین وخلیفہ شہزادۂ اکبرحضرت علامہ مولانامحمدمسعوداظہرخوشترسجادہ نشین خانقاہ خوشتریہ بحسن وخوبی فرمارہے ہیں۔بنا چھت کی ٹویوٹو کار جس کوجھنڈیوں سے سجایا گیا تھااس میں حضورصاحب سجادہ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ حضرت مولانا قاری غلام نبی لطیفی انڈیااورراقم الحروف بھی۔اس کار کے آگے آگے ماریشس پولیس کےحفاظتی دستہ کی کارچل رہی تھی اور پیچھے پیچھے تاحدنظرکاروں اورموٹرسائیکلوں کا نورانی قافلہ چلاآرہا تھا۔نعتوں کوگنگناتے ہوئےسرکارکی آمدمرحبا کےنعرے لگاتے ہوئے یہ عظیم الشان جلوس جدھر سےبھی گزرتالوگ اس کو دیکھنے کے لئے بے تاب نظرآتے گھروں کی چھتوں سے خواتین و بچے جلوس کو تکتے نظرآتے۔ماہ دسمبر یہاں کےلوگوں کے لئے کاروبارکامہینہ ہوتاہےجس کی وجہ سے شہرکی شاہراہوں پر اور مارکیٹ میں کافی بھیڑتھی لیکن اس کے باوجود جہاں سےبھی نبی کے عاشقوں کا یہ قافلہ گزرتالوگ ادب واحترام سےاس کے لئے راستہ خالی کردیتے۔اپنے تواپنے اغیاربھی نبی کی آمدکےاس جلوس کو

بصد ادب واحترام دیکھتے نظر آئے۔شہر کی اہم شاہراہوں اور اپنے روایتی راستوں سے ہوتا ہوا یہ جلوس محمدی ۱۱؍ بجے عید گاہ شریف پہونچا جہاں لوگوں نے نعرہ تکبیر و رسالت کے ساتھ پر تپاک استقبال کیا۔عید گاہ شریف کے وسیع وعریض میدان میں ''میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس'' کا انعقاد ہو۔پروگرام کی ابتدا تلاوت کلام مجید سے ہوئی۔ بعدہ ثناخوان مصطفیٰ ﷺ نے آقا کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ثناخواں محمد عظیم جواتا (جوالحاج نوشادعلی جواتا کے بھتیجے ہیں انہوں) نے کلام اعلیٰ حضرت وکلام خوشتر سے سامعین کو محظوظ کیا۔حضرت مولانا امام نصر اللہ صاحب وصوفی صاحب نے مقامی زبان میں (فرانسیسی) تقریریں کیں۔کیور پیپ شہر کی جامع مسجد کے امام وخطیب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب نے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت مدلل خطاب کیا۔بعدہ ہندوستان کی سرزمین سے تشریف لائے حضرت مولانا قاری غلام نبی لطیفی صاحب نے عظمت میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر شاندار خطاب فرمایا۔راقم الحروف (محمد قمر رضا بریلوی) نے فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت میں علامہ ابراہیم خوشتر کی خدمات پر روشنی ڈالی۔کانفرنس کے روح رواں وسرپرست شہزادہ علامہ ابراہیم خوشتر حضرت علامہ مولانا محمد مسعود اظہر سجادہ نشین خانقاہ خوشتریہ نے ''ولادت مصطفیٰ ﷺ رب کی عظیم نعمت ہے'' کے موضوع پر صدارتی وفکر انگیز خطاب فرمایا۔آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ نبی اکرم کی پیدائش عالم کے لئے باعث امن وسکون ہے۔اور پیغمبر اسلام نے ہمیشہ ہر حالت میں دنیا والوں کو امن وشانتی کا پیغام دیا ہے۔نیز اس وقت دنیا میں مذہب اسلام کے نام پر ہونے والے قتل وقتال کی مذمت فرمائی۔تقریر کے بعد حضور صاحب سجادہ نے خصوصی ذکر کروایا۔محترم محمد شاہزاد صاحب نے صلاۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا حضور صاحب سجادہ کی دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔آپ نے عالم اسلام کی حفاظت وسلامتی اور خانوادہ اعلیٰ حضرت خصوصی طور پر حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں اور آپ کے شہزادہ نبیرۂ ریحان ملت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد احسن رضا قادری احسن میاں کی صحت وسلامتی، درازی عمر کی دعا کی اور نبیرۂ علامہ خوشتر حضرت مولانا سعد صاحب جو کہ انگلینڈ میں زیر علاج ہیں ان کی شفاء وصحت کے لئے دعا کی۔کانفرنس کی سرپرستی وصدارت حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر دام ظلہ العالی نے فرمائی۔نظامت کے فرائض راقم الحروف (محمد قمر رضا بریلوی) نے انجام دئے۔کانفرنس میں ماریشس وہندو پاک کے معزز علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔حضرت مولانا عیسیٰ رضوی صاحب کیور پپ، امام نگیب صاحب وغیرہا شریک محفل رہے۔پروگرام کے اختتام کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔نماز کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا۔اس کے بعد تمام شرکائے جلوس کو حضرت صاحب سجادہ حضرت علامہ مسعود اظہر خوشتر صدیقہ مدظلہ کی جانب سے خیر سگالی کا پیغام دیا گیا۔اس موقع پر آپ نے تمام سنیت خاص طور پر سرزمین ماریشس میں بسنے والے سنی مسلمانوں کو عید میلاد النبی کی

اپیل

جامعہ رضویہ منظر اسلام جو یادگار اعلیٰ حضرت ہے اس کا بھرپور تعاون فرمائیں اور محبت اعلیٰ حضرت کا ثبوت پیش کریں۔(ادارہ)

مسلم پرسنل لا، دستور ہند اور ہندی مسلمان

مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی۔ مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی

مبارکباد پیش فرمائی۔ اور بحیثیت صدر جلوس و کانفرنس میں شرکت کرنے اور کامیاب بنانے والے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔

تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے، آج سے تقریباً 30 سال پہلے شاید پہلی بار ملک کی سب سے بڑی کچہری نے شاہ بانو کیس کا سہارا لے کر شریعت مطہرہ کے حدود میں زبردستی داخل ہونے کی جسارت کی تھی۔ کانگریس نے چور دروازے سے سنگھ پریوار کے اس خفیہ منصوبے پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا جس کو مسلمانوں کے اس ازلی دشمن کی شہ رگ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال اس وقت تک مسلمانوں کا خون اتنا ٹھنڈا نہیں ہوا تھا کہ عدلیہ و پارلیمنٹ جیسے انسانی اداروں کا تسلط خدا ورسول کے دین کے معاملے میں برداشت کر لیتے۔ وہ سینہ سپر ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کا شیش محل ریزہ ریزہ ہوکر بکھر گیا۔

اس تاریخی ہزیمت کے بعد کانگریس تو خیر شریعت اسلامیہ کے حوالے سے کسی براہِ راست حملے کی پوزیشن میں نہیں رہی مگر اس کی ہمنوا دیگر جماعتوں نے اپنی اپنی نام نہاد غیر سیاسی تنظیموں (N,G,O,s) کے ذریعے اس سازش کو پروان چڑھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی ایک ایسی سیاسی یا غیر سیاسی جماعت موجود نہیں ہے جو زندگی کے کسی بھی شعبے میں دین کی مداخلت کو برداشت کر سکتی ہو؟ لہٰذا ریشہ دوانیوں کا سلسلہ بھی ختم نہیں ہوا، اور پھر ایک دن نام نہاد سیکولر طاقتوں کو دھول چٹاتے ہوئے سنگھ پریوار کی منظور نظر بھاجپا ملک کی گردن پر سوار ہوگئی۔

بھاجپا اور اس کا سیاسی منشور: بھاجپا آر ایس ایس کی سیاسی جماعت ہے اور آر ایس ایس کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔ بھاجپا پہلے جن سنگھ کے نام سے ہندوستان کے سیاسی افق پر آئی اور بعد میں بی جے پی یعنی بھارتیہ جنتا پارٹی کے نام سے آگے بڑھی۔ ایک طویل زمانے تک بھاجپا کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر پائی لیکن بعد میں کچھ ''سیکولر پارٹیوں'' کی مہربانی سے اس جماعت نے حیرت انگیز ترقی کرتے ہوئے لوک سبھا میں اپنی سیٹوں کی تعداد دو [۲] سے بڑھا کر اٹھاسی [۸۸] تک پہنچا دی جس کے کھلے ذمہ دار وہ سیاسی لیڈران تھے جنہیں ''دانشور مسلمانوں'' نے مسلمانانِ ہند کا سب سے بڑا مسیحا مان لیا تھا اور آج بھی اسی جماعت ''جنتا دل'' کے لیڈران الگ الگ پارٹیاں بنا کر مسلمانوں کے ووٹوں سے تخت وتاج کے مالک بنے ہوئے ہیں۔

بی جے پی کا خمیر جس مسلم دشمنی کے جذبے کے تحت تیار ہوا تھا اس کا اثر نہ کبھی ختم ہوا اور نہ ہی کبھی کمی واقع ہوئی۔ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے بی جے پی نے کبھی کوئی خفیہ ایجنڈا نہیں رکھا انہوں نے اپنے منشور کا اعلان کھلے عام کیا، اس کے لیڈروں

نے ڈنکے کی چوٹ پر کہا، ہر موقع پر کہا کہ وہ اقتدار میں آئے تو ان کے منشور کا سب سے اہم حصہ یہ تین نکات ہوں گے۔

(1) اقتدار میں آتے ہی اجودھیا میں عالی شان رام مندر بنائیں گے۔

(۲) کشمیر کو ہندوستان سے جوڑنے والی دفعہ 370 کو دستور سے خارج کریں گے۔

(3) پورے ملک میں یونیفارم سِوِل کوڈ (Uniform Civil code) نافذ کریں گے۔

یہ تین بڑے مطالبات تھے جو بھاجپا والے دیگر سیاسی جماعتوں سے کرتے رہتے تھے۔ پچھلی حکومتوں نے، جن میں کانگریس وہ جماعت ہے جس نے سب سے زیادہ عرصے تک ملک پر حکومت کی ہے۔ اگر بی جے پی کے مطالبے پر کان نہیں دھرے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ ان مطالبات کے خلاف تھے بلکہ بعض سیاسی مجبوریوں کے باعث وہ ایسا سمجھتے تھے کہ ان پر عمل کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ بہر حال بی جے پی نے ''انصاف وترقی'' کے نام پر الیکشن لڑ کر تمام سیاسی جماعتوں کو بیک فٹ پر دھکیل دیا اور آسانی کے ساتھ اقتدار پر قابض ہوگئی۔ حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی بھاجپا اپنے اصلی رنگ میں آگئی اور ''انصاف وترقی'' کا نعرہ ایک طرف پھینک کر اس نے پورے ملک کو بھگوا رنگ میں رنگنے کے لیے ضروری اقدامات شروع کر دیے۔ اسی حکمت عملی کے تحت تین طلاق کے بہانے انہوں نے دستور کے ''رہنما ہدایات'' کے باب میں درج دفعہ 44 کے حوالے سے یکساں سِول کوڈ کا معاملہ گرم کر دیا اور اس بار لگتا یہی ہے کہ اگر ہم نے اس مصیبت سے بند کمروں میں رہ کر نپٹنے کی کوشش کی تو اس ملک میں صرف نام کے مسلمان بچیں گے اصل اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

دستور ہند کے رہنما اصول اور یکساں سول کوڈ:

ہندوستان کا دستور تین اہم چیزوں پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں:

(1) سوشلسٹ (Socialist) یعنی دستور عوامی ہوگا کسی کے لیے کوئی تخصیص نہیں ہوگی دستور کی نگاہ میں امیر وغریب سب برابر ہوں گے۔

(2) سیکولر (Secular) یعنی ملک کا دستور غیر مذہبی ہوگا یعنی کسی خاص مذہب کا اس پر غلبہ نہیں ہوگا۔

(3) ڈیموکریٹک (Democratic) یعنی سبھی فیصلے عوامی اور جمہوری ہوں گے، جمہوریت ہی ہر فیصلے کی اصل وبنیاد ہوگی۔

دستور ہند کا ایک باب ہے ''رہنما اصول'' جسے آئین کی زبان میں Directive Principle ڈائریکٹو پرنسپل کہا جاتا ہے۔ اس باب میں ایک دفعہ آرٹیکل 44 ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

''حکومت مملکت ہندوستان کے سارے علاقوں میں تمام شہریوں کے لیے یونیفارم سول کوڈ ترتیب دینے کی کوشش کرے گی۔''

دستور کے اسی رہنما اصول کی آڑ لیکر بی جے پی پورے ملک میں یکساں سول کوڈ کو نافذ کرنے کی تیاری میں ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دستور کے Directive Principle میں بہت سارے ایسے اصول بھی درج ہیں جن کا حصول کسی طور ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے دستور کی دفعہ 37 کے ذریعے یہ وضاحت کردی گئی کہ ''اس حصے میں درج رہنما اصول کچہریوں کے ذریعے قابل قبول نہیں ہیں''، یعنی کوئی بھی انسان عدلیہ سے یہ حکم حاصل نہیں کرسکتا کہ فلاں اصول کو نافذ کیا جائے اور نہ ہی کسی کچہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ

خود سے کسی رہنما اصول کو نافذ کرنے کا حکم جاری کرے۔

کچھ اہم رہنما اصول اور حکومتوں کا رویہ:

دستور میں تحریر کچھ ایسے اہم رہنما اصول بھی ہیں جنہیں اگر نافذ کر دیا جائے تو ملک کی عوام کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا مگر حکومتوں نے ان کے نفاذ میں کبھی دل چسپی نہیں دکھائی لیکن اپنی مسلم دشمن پالیسی یا ووٹوں کی حرص میں آئے دن مسلم پرسنل لا کے خلاف آوازیں اٹھاتے رہتے ہیں۔ اگر ان کی نیتیں صاف ہیں تو وہ دیگر رہنما اصولوں کے بارے میں کیوں عملی اقدامات نہیں کرتے؟

ملاحظہ کریں دستور کے ایسے ہی چند رہنما اصول جو ملک کے عوام کے لیے حد درجہ فائدہ مند ہیں مگر ان سے ہر حکومت صرف نظر کرتی ہے۔

رہنما اصول جو نفاذ کی راہ دیکھ رہے ہیں:

(۱) آرٹیکل [47] میں نشہ آور چیزوں پر مکمل پابندی کا اصول درج ہے لیکن آج تک کسی بھی حکومت نے اس اصول کو نافذ کرنے کی جرأت نہیں دکھائی۔ حالانکہ ہر سال نشہ سے مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہوتی ہے، گاڑیوں کے ایکسی ڈینٹ ہوتے ہیں، جھگڑے مار پیٹ، قتل و غارت گری کا ایک اہم سبب نشہ آور چیزوں کا استعمال ہوتا ہے کتنے گھر اسی نشہ کی نحوست کی وجہ سے اجڑ جاتے ہیں، کتنی بیٹیاں نشہ کی وجہ سے برباد ہو جاتی ہیں مگر کبھی کسی حکومت نے نشہ پر مکمل پابندی کی بات نہیں کی۔ ہاں نشہ کے کاروبار سے ٹیکس وصول کر خزانہ اکٹھا کرنے کے لیے ''محکمہ آبکاری'' ضرور بنا دیا ہے۔

(۲) دستور کے آرٹیکل [39,A] میں کہا گیا ہے کہ نظام قانون کو اس طرح پروان چڑھایا جائے گا کہ ہر شہری کو انصاف حاصل کرنے کے مساوی مواقع ملیں گے۔

کیا آزادی کے بعد سے اب تک کوئی ایسا میکانزم بنایا گیا کہ جس سے امیر و غریب کو انصاف کے حصول کے لیے یکساں مواقع مل سکیں؟ کیا آج ایک غریب انسان حصول انصاف کی خاطر ملک کی سپریم کورٹ میں جانے کی ہمت جٹا سکتا ہے؟ سپریم کورٹ کے وکیلوں کی فیس ادا کرنے کی ہمت ایک غریب تو کیا ایک مڈل کلاس انسان بھی دکھا سکتا ہے؟ کہاں ہے اس رہنما اصول کا نفاذ جس سے سبھی کو حصول انصاف کا یکساں موقع مل سکے؟ کسی بھی حکومت نے اس سلسلے میں کبھی کوئی سنجیدہ اقدام نہیں کیا۔

(۳) آرٹیکل [39,E] میں کہا گیا ہے کہ پیٹ کی آگ بجھانے اور دو وقت کی روٹی کمانے کے لیے کسی کو ایسا کام نہ کرنا پڑے جو اس کی عمر اور اس کی طاقت سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔

کسی حکومت کو شہر کی گلیوں میں پیٹ کی آگ بجھانے کی خاطر ضعیف العمر بوڑھے رکشا چلاتے نظر نہیں آتے؟ اپنے گھروں کا خرچ چلانے کی خاطر اپنے بچپن کی امنگوں کو بھول کر کوڑا کرکٹ چنتے چھوٹے چھوٹے بچے کسی حکومت کو دکھائی نہیں دیتے؟ آزادی کے 70 سال بعد بھی اس رہنما اصول پر آج تک کوئی عمل نہیں کیا گیا، کتنے بزرگوں کا بڑھاپا حکومت کی سرد مہری کی وجہ سے اپنی بے بسی کا رونا روتا ہے، کتنے بچوں کا بچپن حکومت کی بے رخی کی داستان کہتا ہے۔ لیکن آج تک حکومتوں نے کبھی نہ بوڑھوں کے بڑھاپے پر رحم کھایا اور نہ ہی کسی حکومت کو بچوں کی امنگوں کا خیال رہا۔ ہاں اپنی مسلم دشمن پالیسی کی وجہ سے یکساں سول کوڈ کا شگوفہ ضرور چھیڑا جاتا رہا اور موجودہ حکومت کا یہ اقدام بھی اسی کا ایک نمونہ ہے۔

موجودہ تنازع اور تفصیلات: اس وقت جس بات کو لیکر سنگھی میڈیا اور غیروں کے آلہ کار شور مچا رہے ہیں اس کی قدرے تفصیل اس طرح ہے:

کچھ نام نہاد مسلم عورتیں جن میں زیادہ تر دین ومذہب سے بیزار ہیں، انہوں نے سپریم کورٹ میں اس بات کو لیکر کیس کیا ہے کہ ایک ہی مجلس میں تین طلاق، ایک سے زیادہ شادی پر پابندی عائد کی جائے اور عورت کو بھی طلاق دینے کا اختیار دیا جائے۔ اسی مسئلے کو لیکر سپریم کورٹ کی دو رکنی بینچ نے جو جسٹس وکرم جیت سنگھ اور شیوا کیرتی سنگھ پر مشتمل ہے۔ اسی بینچ نے حکومت سے حلف نامہ داخل کرا اپنا موقف پیش کرنے کا حکم دیا۔ جس پر مودی حکومت نے حلف نامہ دیتے ہوئے طلاق ثلاثہ اور ایک سے زیادہ شادی پر پابندی عائد کرنے پر زور دیا ہے۔

چونکہ بی جے پی مسلمانوں کے تعلق سے پہلے ہی کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتی ہے اس لیے اس مسئلے پر بھی اس نے آر پار کی لڑائی کی ٹھان لی ہے۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ اس کے کئی بڑے وزیر روی شنکر پرشاد، ارون جیٹلی، وینکیا نائڈو صاف کہہ چکے ہیں کہ ہم اس مسئلے پر جھکنے والے نہیں ہیں اور اب طلاق ثلاثہ وتعدد ازواج کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے۔ خود وزیر اعظم نے ایک سیاسی ریلی میں یہ اعلان کیا ہے کہ وہ اس مسئلے میں کھل کر ان نام نہاد مسلم عورتوں کے ساتھ ہیں جو دراصل حکومت کے ہی اشارے پر یہ کھیل کھیل رہی ہیں۔ اب چونکہ حکومت کا موقف بہت کھل کر سامنے آ چکا ہے۔ یہ بات بھی بہت صاف ہے کہ کسی بھی سیاسی پارٹی کو مسلم پرسنل لا سے کوئی خاص ہمدردی نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ ان کے لیے کوئی بہت بڑا اہم مسئلہ نہیں ہے۔ اس لیے اب جو کچھ کرنا ہے وہ ہمیں خود ہی کرنا ہوگا۔

کیا ہے پرسنل لا؟: دستور ہند سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والے افراد یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں رائج قانون کی دو اہم قسمیں:

ایک سول کوڈ (Civil Code) اور دوسری کریمنل کوڈ (Criminal Code) کہلاتی ہیں۔ کریمنل کوڈ کے اندر جرائم کی سزائیں اور بعض انتظامی امور آتے ہیں۔ یہ سارے قوانین تمام اہالیان وطن پر یکساں طریقے پر نافذ ہوتے ہیں۔ اس میں کسی طرح کی تفریق نسل ومذہب یا علاقہ کی بنیاد پر نہیں کی گئی ہے۔

سول کوڈ کے دائرے میں وہ قوانین آتے ہیں جن کا تعلق انسانی معاشرے اور اس کے تمدنی ومعاملاتی مسائل سے ہے۔ اس میں بھی زیادہ تر قوانین سبھی افراد کے لیے یکساں ہیں، ہاں! سول کوڈ کے ایک حصے میں ملک کی بعض اقلیتوں کو ان کے مذہب کے مطابق کچھ مخصوص معاملات میں ان کے مذہبی قوانین پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی اور دستور میں اس کی حفاظت کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ اسی کو پرسنل لا کی آزادی کا نام دیا گیا ہے۔ دستور کی اسی آزادی کے تحت مسلمانوں کو بھی شریعت اپلی کیشن ایکٹ میں یہ حق دیا گیا ہے۔

مسلم پرسنل لا: اسلامی قوانین کا وہ حصہ جس کا تعلق مسلمانوں کی معاشرتی اور ان کی عائلی زندگی سے ہے جس کو خاندانی تعلقات بھی کہا جاتا ہے۔ جس میں نکاح، طلاق، وراثت، ہبہ، خلع، حضانت، متبنی، ولایت، وصیت اور وقف جیسے اہم قوانین آتے ہیں انہیں کو

دستور کی زبان میں مسلم پرسنل لا (Muslim Personal Law) کہا جاتا ہے۔ کسی کے ذہن میں یہ وہم وگمان نہ رہے کہ ملک میں مسلمانوں کے لیے شرعی قوانین نافذ ہے یہ تو صرف شدت پسندوں کا پروپگنڈہ ہے۔ حقیقت صرف اتنی ہے کہ شریعت کا صرف بمشکل دو فیصد حصہ ہی دستور میں مسلمانوں کے لیے منظور کیا گیا ہے۔ جس کو مسلم پرسنل لا کہا جاتا ہے اور اس معمولی سے اسلامی حصہ کو بھی شدت پسند برداشت نہیں کر پا رہے ہیں۔

دستورِ ہند اور پرسنل لاز: یہ بات بھی خوب ذہن نشین رہے کہ وطن عزیز میں صرف مسلمانوں کو ہی ان مذہبی عائلی قوانین پر عمل کی اجازت نہیں دی گئی ہے بلکہ ملک کی دیگر مذہبی قوموں کو بھی ان کے پرسنل لاز پر عمل کی اجازت دی گئی ہے۔ دستور میں آرٹیکل [25] اور [26] کے تحت باضابطہ اس کی حفاظت کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

وطن عزیز ہندوستان میں انگریزوں کے دور سے ہی ہر مذہبی کمیونٹی کو ان کے پرسنل لا پر عمل کی اجازت تھی۔ جس وقت انگریزوں نے اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی تھی تو اس ملک میں مسلمانوں کی حکومت ہونے کی وجہ سے نظام شرعیہ نافذ تھا جسے انگریزوں نے آہستہ آہستہ ختم کر دیا۔ اسلامی قوانین کو منسوخ کرنے کی مہم میں انہوں نے سب سے پہلے 1866ء میں فوجداری کا اسلامی قانون ختم کیا اس کے بعد انہوں نے قانون شہادت کو ختم کیا اور اس کے بعد قانونِ معاہدات کو بھی انہوں نے ختم کر دیا۔ اسلامی قوانین کی منسوخی کا یہ عمل ہوتے ہوتے ''عائلی قوانین'' تک آن پہنچا جس کا تعلق معاشرتی وخاندانی امور سے تھا۔ معاشرتی امور میں نکاح، طلاق اور وراثت جیسے اہم قوانین تھے۔ انگریزوں نے عائلی قوانین کا جائزہ لینے اور اس کے منسوخ کرنے کے لیے ایک تحقیقاتی پینل بنایا جسے رائل کمیشن (Royal Commission) کا نام دیا گیا۔

اس کمیشن نے ملک کی مختلف قوموں کے افراد، ان کے مخصوص رسوم ورواج اور معاشرتی شناخت کے حوالے سے اپنی تحقیق مکمل کی اور حکومت کو بتایا کہ معاشرت مذہب کا ایک حصہ ہے اگر اس کو بدلنے کی کوشش کی گئی تو پورے ملک میں انگریزوں کے خلاف غم وغصہ کی آگ پھیل جائے گی اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہر قوم کو اس کے مذہبی عائلی قوانین پر عمل کی اجازت دی جائے۔ اس کمیشن کی رپورٹ کے بعد حکومت نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور اس طرح انگریزی دورِ حکومت میں کسی بھی قوم کے عائلی قوانین کو بدلنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

ملک میں دیگر اقوام کے پرسنل لاز: وطن عزیز میں شدت پسند افراد اور سنگھی میڈیا مسلسل یہ شور مچاتا ہے کہ ملک سے شرعی قانون کو منسوخ کیا جائے۔ ابھی حال ہی میں پوری پیٹھ کے شنکراچاریہ نے حکومت سے یہ اپیل کی ہے کہ ملک سے شریعت قانون کو ختم کیا جائے۔ ابھی گرو جی چپ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آر ایس ایس کے اہم لیڈر نے یہ مطالبہ کیا کہ اگر کچھ قومیں اپنے پرسنل لاز پر عمل کرنا چاہیں تو ان سے ووٹ دینے کا حق چھین لیا جائے۔

سب جانتے ہیں کہ ان دونوں مذہبی لیڈروں کا اشارہ کس کی جانب تھا۔ اس لیے ضروری ہے کہ عوام کے سامنے یہ بات بھی

آ جائے کہ اس ملک میں صرف مسلمانوں کے لیے ہی کوئی پرسنل لا نہیں ہے بلکہ ملک میں بسنے والی دیگر قوموں کے لیے بھی دستور میں پرسنل لا کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں مسلمانوں کے علاوہ اور کتنی قوموں کے پرسنل لاز ہیں لیکن ان پر کبھی کسی نے نہ تو غور کیا اور نہ اعتراض۔ ملاحظہ کریں پرسنل لاز کی فہرست:

(۱) کرناٹک میں برہمن اپنی سگی بھانجی سے شادی کرسکتا ہے۔ جبکہ دیگر اقوام میں اس شادی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) بینک میں کوئی بھی شخص کسی دھاردار ہتھیار یہاں تک کہ شیونگ بلیڈ بھی نہیں لے جاسکتا لیکن سکھ قوم کو اس سے چھوٹ ملی ہوئی ہے اور وہ اپنے ہتھیار کے ساتھ بینک میں جاسکتے ہیں۔

(۳) ٹو وہیلر گاڑی پر مرد و عورت دونوں کے لیے حکومت ہند نے ہیلمیٹ پہننا لازم کردیا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں جرمانہ بھرنا پڑتا ہے مگر سکھوں کے مذہبی اعتقاد کی وجہ سے انہیں اس قانون سے الگ رکھا گیا ہے اور وہ بغیر ہیلمیٹ کے گاڑی چلا سکتے ہیں۔

(۴) کسی بھی عوامی مقام پر ننگا گھومنا پھرنا قانوناً جرم ہے لیکن جین دھرم کے عقیدے کا لحاظ کرتے ہوئے ناگا سادھوؤں کو عوامی مقامات پر ننگے جانے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۵) سوم ناتھ اور پشو پتی ناتھ مندر میں غیر ہندوؤں کا داخلہ منع ہے۔

(۶) کیرل میں شراب بیچنے کا لائسنس صرف کرشچین کو مل سکتا ہے کسی ہندو کو نہیں۔

(۷) آسام کے چار اضلاع میں صرف قبائلی ہی زمین خرید سکتے ہیں باقی کسی بھی ہندوستانی کو وہاں زمین خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۸) انڈین آرمی میں ایک سِکھ تو داڑھی رکھ سکتا ہے لیکن ایک مسلمان کو آرمی میں داڑھی رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۹) ایئرلائنس میں ایک سِکھ پائلٹ تو پگڑی باندھ سکتا ہے لیکن غیر سِکھ کو اس کی اجازت نہیں ہے۔

(۱۰) ناگا قوم جس کا تعلق ناگالینڈ سے ہے۔ وہاں کے باشندے حکومت ہند سے مسلسل برسرِ پیکار تھے اور کسی طور حکومت کے ساتھ چلنے کے روادار نہ تھے اخیر میں انہوں نے دستور میں اپنے پرسنل لا کو منظور کرایا پھر ملک کی مین اسٹریم میں داخل ہوئے۔ ناگا قوم سے جو معاہدہ حکومت ہند نے کیا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

دستور میں ترمیم کرتے ہوئے آرٹیکل [371] کے تحت ناگا قوم کو یہ ضمانت دی گئی کہ

(۱) ناگاؤں کے مذہبی و سماجی رسوم۔

(۲) ناگا قوم کے مروجہ قوانین اور ضوابط

(۳) ناگاؤں کے رواجی قانون کے مطابق سول اور فوجداری مقدمات کی سماعت اور فیصلوں کے نظام کے متعلق پارلیمنٹ کے کسی قانون کا اطلاق ناگا ریاست پر نافذ نہیں ہوگا۔

(۱۱) ناگا قوم کے بعد میزو قوم نے بھی آزاد میزو ریاست کے لیے حکومت ہند کے خلاف بغاوت کردی اور مسلح ہوکر حکومت کے خلاف اتر آئے۔ حکومت نے پہلے تو ان کو طاقت کے ذریعے دبانا چاہا لیکن جب طاقت کا حربہ کامیاب نہ ہوا تو ان کو مذاکرات کی میز پر بلایا۔ چند شرائط کی بنیاد پر میزو قوم نے معاہدہ کیا اور اس کے بعد ہندوستانی شہریت قبول کی اور تبھی انہوں نے ہندوستان کا حصہ بننا قبول کیا۔ میزو قوم کے مطالبات کو مانتے ہوئے دستور میں ایک بار پھر ترمیم کی

گئی اور دفعہ [371,G] کے تحت میزوقوم کے پرسنل لا کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

یہ فہرست تو صرف ایک نمونہ ہے ورنہ اس ملک میں قدم قدم پر اتنے الگ الگ رسم ورواج پائے جاتے ہیں کہ آپ ان پر پابندی لگانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔لیکن اس کے باوجود کہ ملک میں ہر قوم وقبیلہ کا اپنا اپنا پرسنل لا ہے کوئی کچھ نہیں بولتا مگر مسلمانوں کے پرسنل لا پر سب کی نگاہیں ٹیڑھی ہوتی ہیں،کیا یہ واضح طور پر مسلمانوں سے تعصب برتنا نہیں ہے؟

لا کمیشن کا سوال نامہ یا تعصب کا پٹارا؟

لا کمیشن نے تمام شہریوں کے لیے ایک سوال نامہ جاری کیا ہے جس میں یکساں سول کوڈ (Comman Civil code) کے بارے میں لوگوں کی رائے طلب کی ہے۔اس سوال نامہ میں کل 16 سوالات کیے گئے ہیں جن میں گیارہ سوال تو ایسے ہیں جن کا جواب ہاں یا نا میں طلب کیا گیا ہے،یعنی آپ ہاں کہیں یا نا کہیں دونوں صورتوں میں حکومت کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان سوالات میں اکثر کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔یہاں لا کمیشن کی بددیانتی صاف ظاہر ہوتی ہے ایک طرف کہا جاتا ہے کہ سوال نامہ تمام شہریوں کے لیے ہے لیکن سوالات پوچھے جاتے ہیں صرف مسلم پرسنل لا کے متعلق۔سوال نامہ میں بمشکل ایک دو سوال ہی ہندو اور عیسائی کمیونٹی سے پوچھے گئے ہیں۔سوالات کو پڑھتے ہوئے پہلی ہی نظر میں لا کمیشن کا تعصب صاف نظر آتا ہے جیسا کہ ایک سوال میں پوچھا گیا ہے:

مسلم سماج سے تین طلاق کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اس میں مناسب ترمیم کی جائے۔

یا پرانے قوانین کو باقی رکھا جائے۔

لا کمیشن کی نیت کا فتور پہلی ہی نظر میں دکھائی پڑتا ہے۔حکومت کی شہ پر لا کمیشن نے یکساں سول کوڈ کا مدعا اٹھا کر ملک میں بسنے والی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی کوشش کی ہے اس سے پہلے بھی لا کمیشن ایسی حرکتیں کرتا رہا ہے جو سراسر مسلم دشمنی کو بیان کرتا ہے۔

لا کمیشن کی نیت کا فتور: لا کمیشن پہلے سے ہی اس تاک میں ہے کہ کسی نہ کسی طرح سول کوڈ کو نافذ کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جائے اور مذہبی تشخص کو مٹا دیا جائے۔اس سلسلے میں یہ واقعہ لا کمیشن کا تعصب ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔مارچ ۱۹۷۳ء میں بنگلور میں منعقد ایک پروگرام میں بولتے ہوئے لا کمیشن کے سابق چیرمین مسٹر گجندر گڈکر سابق جسٹس آف انڈیا نے کہا تھا:

''مسلمانوں کو یکساں سول کوڈ کو قبول کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کر لینا چاہیے۔اگر انہوں نے خوش دلی کے ساتھ یہ تجویز منظور نہیں کی تو قوت کے ذریعے یہ قانون نافذ کیا جائے گا۔''

(مسلم پرسنل لا کا مسئلہ نئے مرحلہ میں)

لا کمیشن کے سابق چیرمین کا یہ بیان ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ لا کمیشن کا مقصد صرف سول کوڈ کے نفاذ کی راہیں ہموار کرنا اور مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اس کے لیے راضی کرنا ہے۔موجودہ سوال نامہ بھی اسی نظریے کی عکاسی کرتا ہے جس کا اظہار مسٹر گجندر گڈکر نے کیا تھا۔

تحفظ شریعت کے لیے ہماری ذمہ داریاں: یہ بات ملک کا ہر خاص وعام جان چکا ہے کہ موجودہ حکومت جو بڑے بڑے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ اقتدار میں آئی تھی ۔صرف ڈھائی سال کی مدت میں ہی عوام کے سامنے ایکس پوز ہو چکی ہے اور سب لوگ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ اس حکومت کے پاس ترقی کے لیے کوئی واضح نظریہ نہیں ہے۔ملک کی ترقی کی رفتار دھیمی پڑتی جارہی ہے،کسان بدحالی کا شکار ہیں،لاقانونیت بڑھتی جارہی ہے، کاروباری اچھے دنوں کی تلاش میں پریشان ہیں،ایک عام آدمی کے لیے روزی روٹی کا حصول مشکل سے مشکل ہوتا جارہا ہے۔ایسے میں اپنی کمزوریوں کو چھپانے اور عوام الناس کو اصل مسائل سے ہٹانے کے لیے حکومت اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے۔

کبھی لو جہاد،کبھی دادری،کبھی سرجیکل اسٹرائک،کبھی گورکشا،کبھی یوگا کے نام پر عوامی ذہنوں کو بھٹکانے کی پوری کوشش ہورہی ہے اسی کوشش کی تازہ کڑی میں یکساں سول کوڈ کا مدعا اٹھا کر مذہبی کشیدگی کو بڑھا کر اپنی ناکامیوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔اس موقع پر ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ ہم اس معاملے کو اتنا ہلکا نہ سمجھیں کہ معاملہ یوں ہی ختم ہوجائے گا۔ بلکہ حکومت کے ارادوں کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل نہیں ہے کہ حکومت آسانی سے اس مسئلے میں دبنے کے موڈ میں نظر نہیں آتی ،ویسے بھی یکساں سول کوڈ کا نفاذ بی جے پی کے انتخابی منشور کا ایک حصہ ہے ۔ایسے میں بہت دانائی اور حکمت کے ساتھ تحفظ شریعت کی مہم چلانی ہے۔

حکومتی مداخلت کے خلاف ہمارا ردّعمل: جب سے یہ معاملہ سامنے آیا ہے تب سے ملک کے اندر تمام مذہبی حلقوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے اور ہر طرف احتجاجی مظاہرے،دھرنے جلسہ وجلوس کے ذریعے اپنے غم وغصے کا اظہار کیا جارہا ہے اور اگر خودستائی کو بھی کسی سنجیدہ تحریک کے لیے جزو لاینفک تسلیم کرلیا جائے تو بہت کچھ ہو رہا ہے۔بیانات داغے جارہے ہیں ،کانفرنسیں ہورہی ہیں، وارننگ دی جارہی ہے مگر حکومت پوری شان بے نیازی کے ساتھ اپنے راستے پر مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔اور کوئی بھی دانا بینا شخص جس کی نظر افقِ سیاست پر اٹھنے والے گرد وغبار اور دیکھتے ہی دیکھتے چھا جانے والے طوفانوں پر ہے، یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر ہمارے اربابِ علم ودانش بہت جلد اپنی خوش فہمیوں کے خول سے باہر نہ نکلے تو ان کا دامن صرف داغدار نہیں ہوگا بلکہ وہ مع اپنے حواریوں کے تاریخ کا گمنام حصہ بن جائیں گے۔

ہمارے پاس نہ تو جماعتوں کی کمی ہے اور نہ ہی قائدین کی ، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ قائدین کی کثرت ہی ہماری اچھی خاصی پریشانیوں کی وجہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔لیکن محض نام سے کچھ نہیں ہوتا۔اگر ناموں سے ہی کچھ کام چلنے والا ہوتا تو اب تک ارشد مدنی ایوان کے درودیوار اکھاڑ کر پھینک چکے ہوتے ،منت اللہ رحمانی کے بیٹے ولی رحمانی صاحب بہت کچھ کر چکے ہوتے مگر یہاں عوام پر اثر انداز ہونے کے لیے جس درجے کے اعتبار کی ضرورت ہے اس کا فقدان نام نہاد قائدین کے یہاں صاف نظر آتا ہے۔ارشد مدنی مع رابع حسنی ندوی مع جلال الدین عمری اور ولی رحمانی ظاہری طور پر سیاسی وملی امور میں بڑے نام مانے جاتے ہیں مگر خود ان کی جماعت کے افراد ان پر کتنا اعتبار کرتے ہیں سب پر ظاہر ہے۔'' قائدین کے

اسی اعتبار'' کی وجہ سے ان کی جماعتوں سے دس ہزار ایسے جاں نثار ڈھونڈ نکالنا مشکل ہے جو سڑکوں پر اتر کر حکومت وقت کے دیرینہ خواب کوز میں دوز کرنے کی عزیمت کے حامل ہوں۔

ہاں! اسی سرزمین پر کچھ ایسی شخصیتیں بھی ہیں جنہیں اپنوں کے ساتھ ساتھ دیگر جماعتوں میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جو بہت کم بولتے ہیں مگر جب بولتے ہیں تو ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے۔ضروت ہے کہ بغیر کسی تعصب کے تحفظ شریعت کے لیے ایسی شخصیتوں کے دست وبازو کو مضبوط کیا جائے اور ان کے قدم سے قدم ملا کر مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔ حکومت نے جو یہ تاثر دے رکھا ہے کہ کچھ ناعاقبت اندیش صوفیوں کی طرح پوری سنی جماعت بھی ان کی جیب میں ہے، تو حکومت کسی مغالطے میں نہ رہے سنی مسلمان کسی سرکاری صوفی کے زرخرید نہیں ہیں بلکہ غلامانِ غریب نواز ہیں اور غریب نواز کی زندگی اس بات کا بانگ دہل اعلان کرتی ہے کہ ظلم وجبر کے آگے جھکا نہیں جاتا بلکہ اسے اپنی نعلین سے زمین دوز کیا جاتا ہے۔

آیئے قدم اٹھائیں، شانہ سے شانہ ملائیں، اپنے مخلص قائدین کے دست وبازو کو مضبوط کریں اور حکومت کو بتادیں کہ جس دستور کو اب تک سو سے زیادہ بار بدلا جاچکا ہے اس کے نفاذ کے لیے اس شریعت کو نہیں بدلا جاسکتا جو چودہ سو سال سے غیر متبدل ہے اور قیامت تک غیر متبدل رہے گی۔ اگر اس کو بدلنے کی کوشش کی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ بدلنے والے خود تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیے جائیں۔

☆

یہ عنوان دیکھ کر آپ کو حیرت ضرور ہوگی کہ کیا یہ سچ

کلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی میں

جشن ردائے فضیلت

کلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مئو میں ۹؍فروری بروز بدھ ۲۰۱۶ء کو شاندار سالانہ جشن ردائے فارغات کا انعقاد عظیم پیمانے پر کیا گیا جس کی صدارت شہزادئ صدرالشریعہ مخدومہ عائشہ خاتون صاحبہ نے فرمائی۔ طالبات نے تلاوت قرآن اور نعت نبی سے جشن کا آغاز کیا۔ صدر معلمات رضیہ شاہین نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا اس موقع پر درجۂ فضیلت کی ۷۵؍ تخصص فی الفقہ کی ۶؍ اور درجۂ حفظ وقرأت کی ۷۰؍ یعنی کل ۱۵۱؍ طالبات کو ردائے فراغت سے نوازا گیا۔ جشن کا اختتام شہزادئ صدرالشریعہ کی دعا پر ہوا۔

(رپورٹ: شبینہ خاتون، درجہ تخصص)

ایک شام مجدد اعظم کے نام

۲۶؍نومبر ۲۰۱۶ء بروز سنیچر بعد نماز عشاء سلیم پور مدھوبنی میں ایک عظیم الشان جلسہ بنام ''ایک شام مجدد اعظم کے نام'' منعقد ہوا۔ تلاوت کلام الٰہی سے آغاز ہوا۔ نعت خواں حضرات نے نعت و منقبت کے حسین گلدستے پیش کیے۔ مولانا محمد صابر القادری، حافظ محمد شوکت وغیرہ نے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے بہترین تقریریں کیں۔ اخیر میں سلام رضا اور دعا پر جلسے کا اختتام ہوا۔

رپورٹ: مدینہ قادری کمھر اروی

صدر رضا لائبریری وریسرچ اسکالر بہار یونیورسٹی، مظفر پور

دیوبندیوں کی طرف سے اپنے امام رشید احمد گنگوہی پر فتویٰ کفر

از:۔میثم عباس قادری رضوی

ہے؟ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ بالکل سو فیصد سچ ہے اور ایسا ہو چکا ہے کہ بات بات پر اہلِ سنت و جماعت کو مشرک کہنے والوں کا فتویٰ اپنے ہی گھر کام آ گیا۔اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ دیوبندیوں نے ایک کتاب بنام ''انصاف'' شائع کی ہے جس کے مرتبین کے نام کچھ یوں ہیں ا۔مولوی محمد صابر دیوبندی ۲۔ مولوی عبدالسلام دیوبندی ۳۔ مولوی محمد امتیاز دیوبندی: یہ کتاب یوں تو ہم اہلِ سنت و جماعت کے خلاف لکھی گئی ہے جس میں گستاخانِ رسول اکابرِ دیوبند کی لغوحمایت اور عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ سنت و جماعت کے خلاف بے سروپا اور فضول باتیں لکھی گئی ہیں۔اس کتاب کی سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں ایک جگہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی تکفیر بھی کی گئی ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس کتاب میں لکھا گیا ہے:

''اطلاع علی الغیب کا پیغمبر کے لیے نہ ماننا بھی کفر ہے''

(انصاف۔صفحہ ۶۶، مطبوعہ جامعہ اشاعت القرآن، حضرو، اٹک)

یعنی جو انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے اطلاع علی الغیب کا انکار کرے وہ کافر ہے۔اب آیئے دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف کہ جس میں رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے بُغضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے چاروں ائمۂ کرام پر یہ بہتان باندھا:

''ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں''۔

(مسئلہ علم غیب صفحہ ۳، مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی مطبوعہ مکتبہ گلستان اسلام لاہور)۔

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنے اس قولِ مذکور کی بنا پر اپنے ہی مسلک کے تین مولویوں ا۔مولوی محمد صابر دیوبندی ۲۔مولوی عبدالسلام دیوبندی اور ۳۔مولوی امتیاز دیوبندی کے فتویٰ کی رو سے کافر ٹھہرے۔کیوں کہ انہوں نے لکھ دیا ہے کہ نبی کے اطلاع علی الغیب کا منکر کافر ہے جب کہ رشید گنگوہی دیوبندی نے لکھا کہ انبیا علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں، دوسرے لفظوں میں اسے یوں کہئے کہ اپنے ہے مسلک کے مولویوں کی چھری سے ذبح ہو گئے۔

یہ یادر ہے کہ لغت میں لفظ مطلع کا معنیٰ ''اطلاع دیا گیا'' لکھا ہے۔

(فیروز اللغات صفحہ ۱۳۲۰)

ملتان شریف سے ایک معاصر عزیز ماہنامہ میں مخدوم و

کیا شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ

حضرت محدث امروہوی کے شاگرد تھے

(یہ بات خلاف واقعہ، خلاف تحقیق اور خلاف حقیقت ہے)

از: حقائق نگار رئیس التحریر علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی، پاکستان

محترم حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مضمون ''لاجواب فقیہ اسلام'' کے ذیل میں بریکٹ بند الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ

(یہ بھی واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غزالی زماں کے استاذ گرامی، پیرومرشد، برادر اکبر، خاتم المحدثین حضرت سید محمد خلیل کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کو اصول حدیث میں اپنا استاذ بنایا تھا)

یہ بریکٹ بند عبارت استاذ العلماء مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کی ہرگز ہرگز نہیں ہے اور یہ بات قطعاً یقیناً خلاف واقعہ، خلاف تحقیق ہے جو آج تک پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کی آج تک سیکڑوں کی تعداد میں سوانح عمریاں ہیں اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا حضور مفتی اعظم مولانا شاہ علامہ امام مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے احوال گرامی پر بھی پچاسوں کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں اور بہت سے سنی رسائل و جرائد نے سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی یاد میں خصوصی ایڈیشن شائع کیے جو اس وقت فقیر کے سامنے ہیں۔ ان کے علاوہ رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع شدہ، طویل وضخیم، مستند و معتبر کتاب ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء'' اور مبارک پور اعظم گڑھ یوپی ہند اور شبیر برادرز لاہور کی شائع شدہ ۱۱۷۶ صفحات پر مشتمل کتاب ''جہان مفتی اعظم'' بھی پیش نظر ہے۔ جو دنیا بھر کے جلیل القدر اکابر و مشاہیر کے مستند، تحقیقی، ثقہ مضامین و مقالہ جات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح برکاتی تاجداران مارہرہ مقدسہ کے احوال گرامی پر مشتمل طویل وضخیم ماہنامہ اشرفیہ کا ''سیدین نمبر'' بھی سامنے ہے جس میں جگہ جگہ سیدنا حضور مفتی اعظم کا تذکرۂ مبارکہ موجود ہے اور خلیفہ اعلیٰ حضرت شیخ العرب والعجم، قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی دو طویل وضخیم جلدوں پر مشتمل جامع سوانح عمری بنام ''سیدی ضیاء الدین احمد قادری''۔ (جس کی پروف ریڈنگ، تصحیح کتابت اور تقدیم رقم کرنے کی سعادت بھی مجھ فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی غفرلہ کو حاصل ہے) وہ بھی موجود ہے جس میں سیدنا حضور مفتی اعظم ہند کا تذکرۂ مقدسہ جگہ جگہ موجود ہے۔ ان سب میں کہیں بھی کسی جگہ بھی یہ مرقوم موجود نہیں ہے کہ

''اعلیٰ حضرت کے حکم سے سیدنا مفتی اعظم نے حضرت علامہ قاری سید محمد خلیل کاظمی کو اصول

حدیث میں اپنا استاذ بنایا تھا''

یہ فقیر (محمد حسن علی رضوی) ۹؍ بار دیار عشق و محبت اور مرکز علم و عرفان شہر بریلی شریف اور مارہرہ مقدسہ اور امروہہ بار بار حاضر ہوا۔ اس ۸۰؍ سال کی عمر میں کہیں بھی کسی سے بھی نہیں سنا نہ کسی کتاب میں پڑھا کہ

''حضرت محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا
مفتی اعظم نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے حکم سے
اصول حدیث میں اپنا استاذ بنایا تھا۔''

نہ حضرت محدث امروہوی قدس سرہ نے اس کا کبھی تذکرہ فرمایا۔ حضرت محدث امروہوی قدس سرہ کے کافی خطوط مبارکہ، مکتوبات گرامی اور حضرت محدث امروہوی اور آپ کی اہلیہ محترمہ ہماری مخدومہ سیدہ کے مزارات مقدسہ کے فوٹو بھی فقیر کے پاس موجود ہیں۔ نہ کبھی خود سرکار سیدنا مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفیٰ رضا صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا ذکر فرمایا۔ حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ جو اہل و خواص علماء کو اپنی سند حدیث شریف عطا فرماتے تھے نہ اس سند میں حضرت قبلہ محدث امروہوی قدس سرہ کا نام نامی اسم گرامی اس میں شامل و موجود۔

یاد رہے کہ نائب اعلیٰ حضرت حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہ کے علامہ کاظمی محدث امروہوی سے گہرے دوستانہ تعلقات باہمی اور پُرخلوص روابط تھے۔ جب محدث اعظم پاکستان دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز تھے تو ہر سال مظہر اسلام کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت میں طلبہ کا امتحان لینے کے لیے حضرت کاظمی محدث امروہوی کو ضرور ضرور دعوت دے کر بلاتے تھے۔ حضور صدر الشریعہ مصنف بہارِ شریعت، حضور صدر الافاضل مرادآبادی، حضرت محدث اعظم کچھوچھوی قدست اسرارہم کی مظہر اسلام کے دستار فضیلت کے جلسوں میں جلوہ گری یقینی ہوتی تھی مگر ان بزرگوں میں کسی سے بھی نہیں سنا کہ حضور مفتی اعظم حضرت محدث امروہوی کے اصول حدیث میں شاگرد تھے۔ ناگوارِ خاطر نہ ہو، تلخ نوائی میں معاف۔ صرف اتنا دریافت کرنے کی جسارت کروں گا کہ کیا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہ اور حضور نور العارفین، تاج الکاملین سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، تاجدار مسند مارہرہ مقدسہ کی اسناد، احادیث اور اصول حدیث میں کافی نہ تھیں؟ یا ان سرکاروں سے حضرت قبلہ سیدنا مفتی اعظم کو سند حدیث شریف حاصل نہ تھی؟ یا ان سرکاروں اور علم و فضل کے تاجداروں نے حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ کو احادیث مبارکہ کی اسناد مقدسہ نہ دی تھیں؟

شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اور پھر علامہ مولانا نصر اللہ مصباحی رقم طراز ہیں:

''صحاح ستہ شریف کی وہ خاص سند جو پوری
دنیا میں سب سے عالی ہے اور بہت مختصر ہے
اور فتح الباری کے آخر میں نسائی شریف کی
حدیث جو مذکور ہے ان سب کی بھی آپ کو
اجازت حاصل ہے آپ (حضور مفتی اعظم)
کو اعلیٰ حضرت کی ان تمام اسناد کی اجازتیں
حاصل تھیں جو ''الاجازات المتینۃ'' میں

مطبوع ہیں۔......دنیا میں مجدد اعظم اعلیٰ
حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی سند سے اصح
واعلیٰ کوئی سند نہیں ......اس سند کے ہوتے
ہوئے کسی اور سند کی کوئی حاجت نہیں''۔
(معارف شارح بخاری وجہان مفتی اعظم صفحہ ۵۶۹ ملخصاً)

سیدنا حضور مفتی اعظم کو اپنے والد معظم و شیخ محترم سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے اجازت ہے اور اعلیٰ حضرت کی جملہ اسناد احادیث خاتم الاکابر سیدنا سید شاہ آل رسول برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ، امام العلماء مولانا علامہ محمد نقی علی خاں صاحب، علامہ بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی، شیخ محقق، شیخ المحد ثین علامہ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شیخ صوفی احمد حسن مراد آبادی قدست اسرارہم سے حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ کو مجموعی طور پر ۴۴ رسلاسل احادیث مبارکہ کی سندیں حاصل ہیں۔اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت نے فرمایا:

''مجھے بحمدہ تعالیٰ ان چار مصافحوں کے ذریعہ
رب ذوالجلال کے خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت تک متصل ہونے کا
شرف حاصل ہے۔''

علامہ سید شاہد علی رامپوری نے سند احادیث مبارکہ وعلوم متفرقہ میں خیر آبادی و دہلوی سلسلہ تلمذ کا ذکر کیا ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک پہنچتا ہے۔ایسا ہی کچھ کتاب ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء''،مطبوعہ ممبئ میں ہے۔اور بعینہ یہی کچھ کتاب ''محدث اعظم پاکستان''۔اور ''تذکرہ محدث اعظم پاکستان'' اور ''سیدی سردار احمد'' میں لکھا ہے۔

''تعلیم وتربیت'' کے ذیل میں کتاب ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء''،مطبوعہ ممبئ،کتاب ''جہان مفتی اعظم''، میں اور دیگر متعدد کتب ورسائل میں آپ کے اساتذہ کرام میں خود بدولت سرکار مجدد اعظم اعلیٰ حضرت، حضرت امام اہل سنت اور شیخ الانام امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا قادری قدس سرہما، شیخ العلماء علامہ سید بشری احمدی علی گڑھی، استاذ الاساتذہ علامہ رحم علی الٰہی منگلوری، شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی رام پوری قدست اسرارہم کے مقدس اسمائے گرامی ملتے ہیں مگر حضرت علامہ قاری سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی کہیں نہیں ملتا۔

کیا ملتان شریف کے مؤقر ماہنامہ کے ذمہ داران یہ بتانے کی سعی فرمائیں گے کہ بقول ان کے حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ نے حضرت قبلہ محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے اصول حدیث کی کون کون سی کتب کہاں پڑھیں؟ حضرت محدث امروہوی علیہ الرحمہ نے مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ اور مدرسہ بحر العلوم شاہجہاں پور میں جا کر پڑھایا۔حضرت قبلہ محدث امروہوی ان دنوں بریلی شریف میں تدریس فرماتے تھے؟ تحقیق کیا ہے اور اس کے شواہد کیا ہیں؟ اس عنوان پر بہت زیادہ لکھا جا سکتا ہے۔

محض خیالی یا سنی سنائی حکایتیں:

(۱) یہاں یہ بھی صاف کرتا چلوں کہ بعض رسائل وجرائد میں یہ لکھا تھا کہ

''حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علامہ ابو
الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کو شرح

جامی کا خطبہ حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے پڑھایا''۔

اس سے قبل سیدی محدث اعظم کی اولین سوانح عمری میں فقیر یہ لکھ چکا تھا کہ

''شرح جامی اور اس کا خطبہ حضرت محدث اعظم نے حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھا۔''

اس پر حضرت مولانا الحاج ساجد علی خاں مہتمم مظہر اسلام اور مولانا حبیب رضا بریلوی کا لکھا ہوا مکتوب سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے تائیدی دستخطوں سے یہ آیا کہ

''یہ آپ کو کس نے بتایا حضرت محدث اعظم پاکستان نے شرح جامی اور اس کا خطبہ حضور مفتی اعظم قبلہ سے پڑھا ہے؟''

(۲) اسی طرح عالمی مبلغ اسلام وسنیت علامہ الحاج محمد ابراہیم خوشتر رضوی علیہ الرحمہ کے متعلق ایک سنی رسالہ نے یہ لکھا تھا کہ

''خوشتر صاحب شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے''

یہ بھی صحیح نہیں۔ خلاف واقعہ ہے۔ مرحوم کی عمر حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے وصال ۱۳۶۲ھ کے وقت بہت چھوٹی تھی۔ فارغ التحصیل بھی نہ ہوئے تھے۔ وہ قیام پاکستان کے بعد بھی پانچ سال جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پڑھتے رہے۔ انہیں سیدنا مفتی اعظم، حضور محدث اعظم سے شرف تلمذ وخلافت اور شرف خلافت حضور قطب مدینہ سے بھی حاصل ہے۔

(۳) حال ہی میں انڈیا کے ایک رسالہ میں لکھا گیا ہے کہ

''علامہ خوشتر دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے فارغ التحصیل تھے۔''

یہ بھی صحیح نہیں۔ وہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے فارغ التحصیل اور محدث اعظم کے شاگرد رشید تھے۔

(۴) پاکستان میں تین بزرگوں کا نام لے کر یہ کہا اور یہ لکھا جا رہا ہے کہ

''جماعت اہل سنت'' کو فلاں بزرگ نے قائم کیا۔ فلاں فلاں بزرگ بانی ''جماعت اہل سنت'' ہیں۔

واضح رہے کہ ''جماعت اہل سنت'' کہ اصل اور حقیقی بانی تاج العلماء اولاد رسول سیدنا سید مولانا شاہ محمد میاں برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ ہیں۔ وہاں ''جماعت اہل سنت'' کے زیر اہتمام بہت کتابیں، رسالے شائع ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اور بہت جلسے ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی محبت اور عقیدت میں قرار واقعی صحیح مبنی برحقیقت واقعات اور سچی باتیں لکھنی چاہئیں۔ تلخ نوائی میں معاف۔

ضروری گزارش:- ہندوستان کے علمائے اہل سنت اور مرکز اہل سنت بریلی شریف کے اکابر علماء وشہزادگان اس موضوع پر مستند تحقیقی آرائے عالیہ سے مطلع فرمائیں۔

☆

مراسلات

تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت کا رسم اجراء

کلکتہ: امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ کی جانب سے ۱۲ر نومبر ۲۰۱۶ء شہر نشاط کلکتہ کے تاریخی علاقہ مٹیابرج میں ایک عظیم الشان ''امام احمد رضا کانفرنس'' کا انعقاد زیر سرپرستی: محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی، زیر صدارت: گل گلزار اسماعیلیت حضرت علامہ سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی مدظلہ العالی (مسولی شریف) زیر سیادت: چشم و چراغ خاندان برکات حضرت علامہ سید شاہ شاہد حسین زیدی برکاتی مدظلہ العالی (مقیم حال کلکتہ) کیا گیا۔ جس کی قیادت مولانا شاہد القادری صاحب نے فرمائی۔ اور خصوصی طور پر مولانا فاروق رضوی صاحب شریک کانفرنس رہے۔ اس پر بہار موقع پر چودہویں صدی کے مجدد سیدی امام احمد رضا کے ۹۲ر خلفائے عظام کے احوال وکوائف پر مشتمل ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' مرتب: مولانا محمد شاہد القادری (کلکتہ) کا رسم اجراء رونق اسٹیج علما اور مشائخ کے دستہائے مبارکہ سے عمل میں آیا اور اس کتاب کی تکمیل پر حضرت گلزار ملت مدظلہ العالی نے مولانا موصوف کو مسولی شریف میں اس سال عرس مقدس کے موقع پر ''تجلیات رضا ایوارڈ'' اور شرف خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، واضح رہے کہ پاکستان کی عظیم المرتب شخصیت خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی نے بھی خلافت واجازت کا تمغہ عطا فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ کانفرنس میں کلکتہ اور مضافات کے سینکڑوں علما، آئمہ مساجد، مدارس اسلامیہ کے اساتذہ کرام اور مشائخ طریقت موجود تھے، صلاۃ وسلام پر محفل کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: حافظ غضنفر محمود رضوی.....رکن امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ)

جامعہ الحبیب کا نواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۸ر ربیع النور شریف ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۸ر دسمبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار جامعہ الحبیب مقام و پوسٹ رسول پور ضلع جگت سنگھ پورا، اڑیسہ کا سالانہ جلسۂ جشن عید میلا د النبی بعنوان تحفظ شریعت کانفرنس منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ کانفرنس کی صدارت حبیب ملت حضرت علامہ سید غلام محمد حبیبی قادری صاحب متولی و سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ دھام نگر شریف بھدرک اڑیسہ نے فرمائی۔ کانفرنس میں شریک ہونے والی نمایاں شخصیات میں شہزادۂ حضور امین شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سلمان رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف، مفتی محمد عابد حسین قادری، مفتی محمد نظام الدین صاحب براؤں شریف، مولانا مدثر حسین، مولانا سید منظر حسین وغیرہم نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر مفتی محمد عابد حسین قادری نوری صاحب کو مجاہد ملت ایوارڈ سے نوازا گیا۔ تقریباً صبح ۴ر بجے کانفرنس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(رپورٹ: مفتی عبداللہ رضوی، جامعہ الحبیب)

☆

ہماری ڈاک

حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی.............................السلام علیکم

امید ہے کہ بفضل پروردگار، بطفیل حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم بکرم اولیائے کبار بخیر ہونگے۔ ماشاءاللہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ چمکتا، دمکتا، مہکتا اور ملک کے موجودہ حالات کا بھرپور محاسبہ کرتا ہوا کم علموں کو معلومات کا خزانہ، راہ پُرخار بنانے والوں کو روشن چراغ و منھ توڑ جواب دیتا ہوا حاضر ہوا۔ اول تا آخر عمیق نظر سے مطالعہ کیا۔ یقیناً جنوری کا شمارہ اپنے تمام مشمولات کے ساتھ خوب سے خوب تر ہے۔ بالخصوص مفتی سلیم صاحب کے ساتھ مولانا طارق صاحب کیرلا کا مضمون ''مسلم پرسنل لا'' کیا ہے؟ نے قلب وجگر کو جگمگا دیا۔ کافی دنوں سے ''لاکمیشن کی طرف سے جاری تین صفحاتی سوالنامے'' کا چرچہ ہے، بہروپ میڈیا خوب اُبال اُبال کر بہار رہا ہے پر مجھ جیسے نہ جانے کتنوں کو آج تک اس کا پورا مفہوم نہیں مل پایا تھا یہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا احسان ہے کہ آسان اردو میں پوری تفصیل شائع کر کے معلومات میں اضافہ کیا۔

ناچیز تمام مضمون نگار ماہنامہ اعلیٰ حضرت کو اپنے تمام احباب بالخصوص ''رضا خدمت گروپ'' کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل حضور صاحب سجادہ مع اسٹاف ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور رسالے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

محمد زاہد خان قادری
مدرسہ اہل سنت کنزالایمان متصل رضا جامع مسجد مجلّا پور
ضلع اکولا مہاراشٹر

محبّ گرامی مولانا محمد سلیم بریلوی صاحب...........سلام ورحمت!
مزاج شریف بخیر ہونگے!

بڑی خوشی ملتی ہے جب خانقاہ رضویہ میں جدید طرز عمل کی خبریں سننے کو ملتی ہیں۔ اللہ کریم حضرت صاحب سجادہ کو صحت عطا فرمائے اور حضرت احسن میاں مدظلہ العالی اور آپ کی رفاقت کو تقویت بخشے۔ میرے بھائی! آج افسوس اس بات پر ہے کہ ہمارے اکابرین نے جس طرح بریلی شریف کی عظمت کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بٹھایا تھا اسے کچھ ناسمجھ پیشہ ور لوگ بڑی آسانی کے ساتھ ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمارے مرکز کا طرز عمل اسی طرح ہونا چاہیئے جس طرح حضور صاحب سجادہ اور خانوادۂ رضا کی جلیل القدر شخصیتیں انجام دے رہی ہیں۔ رضویات پر بڑے پیمانے پر کام ہوا اور ہو رہا ہے۔ ہمارے مرکز کی طرف سے ایسے کام کرنے والوں خاص طور پر تحریری، تصنیفی اور تالیفی کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہونا چاہیئے۔ نعرہ بازوں کے بجائے کام کے افراد کو قریب کیا جائے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ تقریر سے زیادہ تحریر کی افادیت واہمیت رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مرکز کی مرکزیت کو سلامت رکھے۔ آمین

اسیر مجی محمد ریحان رضا رحمانی عرف انجم مصباحی
بانی دارالعلوم قادریہ رحمانیہ، پوکھر ٹولہ بستی مدھوبنی بہار

بتاریخ
۲/مارچ
۲۰۱۷ء
بروز
جمعرات
بمقام
اسلامیہ
انٹر کالج
بریلی
شریف
بوقت
صبح
۹/بجے
سے دوپہر
۳/بجے
تک

اغراض و مقاصد

- عشق رسول، محبت بزرگان دین، عقائد اہل سنت، معمولات اہل سنت اور خانقاہی نظام کی حفاظت کے لئے۔
- گستاخان رسول کو حکومت ہند سے پھانسی کی سزا کا مطالبہ کرنے کے لئے۔
- مقامات مقدسہ خاص کر حرمین طیبین کے تحفظ کے لئے۔
- مسلمانوں میں مذہبی، مسلکی، قومی، ملی، سماجی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لئے۔
- ہندوستان کو ہندو راشٹر بننے سے روکنے اور مذہبی آزادی کی حفاظت کے لئے۔
- اوقاف اہل سنت کے تحفظ اور بد مذہبوں کے قبضہ سے اپنے اوقاف کی بازیافت نیز شعائر اسلامی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کے لئے۔
- عالمی سطح پر خاص کر ہندوستان میں امن و شانتی کے قیام اور استحکام کے لئے۔
- ہندستانی مسلمانوں کے حقوق خاص کر مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لئے۔
- مسلم سماج میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی، بے دینی اور بدعنوانیوں کے خاتمہ کے لئے۔
- شراب نوشی، زنا، جوئے بازی، سود خوری، چوری، جھوٹ فریب اور حرام کاموں سے پاک ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے۔
- اہل سنت و جماعت میں مسلکی اتحاد کی فضا قائم کرنے اور لا مرکزیت کے خاتمہ نیز دہشت گردی کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے۔

منجانب: عالمی تنظیم تحریک تحفظ سنیت (T.T.S) بریلی شریف

T.T.S.

الداعی: فقیر قادری محمد احسن رضا، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت و صدر عالمی تنظیم تحریک تحفظ سنیت (T.T.S) بریلی شریف

United Printers Bareilly # 9319623603